معمولاتِ نقشبندیہ کی برکات

از افادات

حضرت مولانا شیخ

محمد اظہر اقبال صاحب دامت برکاتہم

خلیفہ مجاز

حضرت مولانا حافظ ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہم

مکتبۃ الفقیر کراچی

حقوق الطبع محفوظۃ

نام کتاب	:	معمولاتِ نقشبندیہ کی برکات
تالیف	:	حضرت مولانا شیخ محمد اظہر اقبال صاحب دامت برکاتہم
صفحات	:	112
تعداد	:	1100
اشاعت	:	اول
سن اشاعت	:	2014
ناشر	:	مکتبۃ الفقیر کراچی
فون نمبر	:	0322-2181020
ویب سائٹ	:	www.islamicessentials.org
ای میل	:	info@islamicessentials.org

ملنے کا پتہ	:	مکتبۃ الفقیر
	:	نزد رنگون والا ہال، بہادر آباد، کراچی

بنامِ محبت

ارے اک نظر اس طرف بھی خدارا　　بپاسِ مروّت بنامِ محبت

پلادے ان آنکھوں سے جامِ محبت　　بہت دن کا ہوں تشنہ کامِ محبت

زر و مال و عزت، دل و جان ایماں　　ہبہ کر چکا ہوں بنامِ محبت

عطا کر الٰہی بنامِ محبت　　کمالِ محبت، دوامِ محبت

مقامِ فنا ہے مقامِ محبت　　کہ یکساں ہے سب خاص و عامِ محبت

جو سب سے ہے ادنیٰ غلامِ محبت　　وہی ہے وہی امامِ محبت

الٰہی مجھے سب سے بیگانہ کردے　　پلادے بس اپنا ہی جامِ محبت

جو مجذوب کا ہے کلامِ محبت　　وہ دنیا کو ہے اک پیامِ محبت

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
1	پیش لفظ	5
2	پہلا معمول : استغفار	7
3	دوسرا معمول: درود شریف	25
4	تیسرا معمول: تلاوتِ قرآنِ کریم	41
5	چوتھا معمول: مراقبہ	61
6	پانچواں معمول: رابطۂ شیخ	79
7	چھٹا معمول: وقوفِ قلبی	95

پیش لفظ

زیرِ نظر کتاب رمضان 2013ء میں کئے گئے چھ (6) بیانات کا مجموعہ ہے۔ ان چھ بیانات میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے چھ معمولات کے فضائل بیان کئے گئے۔ ہر بیان کو قرآن، حدیث اور مشائخ کے اقوال کی روشنی میں بیان کیا گیا۔ ایک بڑا حصہ ہمارے حضرت محبوب العلماء والصلحاء حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی حفظہم اللہ کی مبارک تعلیمات کا نچوڑ ہے۔

حضرت بہاؤالدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے اٹھارہ دن تک دعائیں مانگیں تب اللہ تعالیٰ نے (ان معمولات کے ذریعے قربِ الٰہی کا) راستہ مجھ پر کھولا اور یوں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے معمولات متعین کئے گئے۔ چنانچہ یہی معمولات سینکڑوں سالوں سے ہزاروں لوگوں نے کئے اور اللہ کے قرب کو حاصل کیا۔

✍ حضرت نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ ہی کا قول ہے کہ میں نے اللہ سے ایسا سلسلہ مانگا ہے جو یقیناً موصل ہے یعنی اس سلسلہ عالیہ میں داخل ہو کر محنت کرنے والا انسان کبھی ناکام نہیں ہوتا۔

✍ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان معمولات کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ سالک کی سستی کے علاوہ اس راستے میں اور کوئی رکاوٹ نہیں، یعنی جو سالک پابندی سے ان معمولات کو کرے گا وہ اللہ کا قرب ضرور پائے گا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان معمولات کو پابندی سے کرنے کی توفیق نصیب فرمائے اور ان کی برکات کو سمیٹنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

اس کتاب کی تحقیق، ترتیب اور طباعت میں مولانا انوار الحق عباسی صاحب، حارث صاحب، فرقان صاحب اور دیگر حضرات نے خوب کوشش اور محنت سے کام کیا۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات کو اجر عظیم عطا فرمائے اور ان مبارک معمولات پر استقامت عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو سالکین اور عوام کے لئے معمولات میں ذوق و شوق بڑھنے کا سبب بنائے اور اس عاجز کے لئے آخرت میں نجات کا ذریعہ بنائے۔

ع رات دن تو ہے گردشِ دوراں کیا رہے گی یہ فصلِ گل یکساں
تا بکے آئے گا نہ دورِ خزاں پھول چن لو کہ پھر بہار کہاں

بندہ اظہر اقبال

۷ رمضان المبارک ۱۴۳۵ھ

6 جولائی 2014ء

اسْتَغْفِرُوْا رَبَّکُمْ ؕ اِنَّہٗ کَانَ غَفَّارًا

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کا
پہلا معمول

اِسْتِغْفَار

صبح و شام 100,100 مرتبہ

أَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّأَتُوْبُ إِلَیْہِ

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
1	**پہلا معمول: استغفار**	9
2	• انبیاء کرام علیہم السلام کا استغفار	10
3	• اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی کثرت سے استغفار کیا	11
4	**استغفار کے فوائد**	11
5	i. گناہوں کی بخشش	12
6	○ بار بار گناہ ہوں تو بار بار استغفار کریں	12
7	ii. گناہوں سے حفاظت	13
8	○ استغفار کرنے سے شیطان کی ناکامی	14
9	iii. غموں کا دور ہونا	15
10	○ استغفار کے ذریعے سے ڈپریشن کا علاج	15
11	iv. قوت اور سہارا ملنا	16
12	○ چار بیٹوں کی ماں اور سہارا ایک بھی نہ بنا	17
13	v. بلندی عطا کی جاتی ہے	17
14	○ استغفار زیادہ وہ کرتا ہے جو اپنے آپ کو گناہگار سمجھے	18
15	vi. قرب الٰہی کا حصول	19
16	○ حضرت نقشبندؒ کا فرمان: استغفار سے اللہ کے قرب کا حصول	19
17	○ اللہ تعالیٰ کی طرف سے استغفار کرنے والے بوڑھے کا اکرام	20
18	○ چالیس سالہ گناہ گار کی ندامت پر بارش	21

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی: أَمَّا بَعْدُ

أَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اسْتَغْفِرُوْا رَبَّکُمْ ط اِنَّہٗ کَانَ غَفَّارًا [1]

سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

پہلا معمول: استغفار

اللہ کے قرب تک پہنچنے کے لئے سب سے پہلی چیز جو مشائخ نے متعین فرمائی وہ ہے استغفار کرنا۔

أَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّ أَتُوْبُ إِلَیْہِ

ترجمہ: میں معافی مانگتا ہوں اپنے رب سے تمام گناہوں کی اور توبہ کرتا ہوں

صبح سو مرتبہ استغفار کرنا اور شام کو سو مرتبہ استغفار کرنا۔ استغفار یہ ہے کہ انسان اپنے گزرے ہوئے گناہوں پر نادم ہو اور معافی مانگے۔ جب انسان استغفار کرتا ہے اللہ کی

---

[1] سورۃ نوح 10

رحمت جوش میں آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس بندے کو صرف بخشتا ہی نہیں بلکہ ایسے بندے کو اپنے محبوب بندوں میں شامل فرمالیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ [1]

ترجمہ : یقیناً اللہ تعالیٰ محبت رکھتے ہیں توبہ کرنے والوں سے

اسی لئے استغفار صرف گناہ گاروں کے لئے نہیں نیکوں کے لئے بھی ہے کہ یہ اللہ کی رحمت کو کھینچتا ہے۔ یہ ایک ایسا عمل ہے جو اللہ تعالیٰ کو بڑا پسند ہے۔

انبیاء کرام علیہم السلام کا استغفار

یہ خیال غلط ہے کہ استغفار گناہ گاروں کا ہی کام ہے اور انہی کو اس کی ضرورت ہے۔ اس کی اس سے بڑی دلیل اور کیا ہو سکتی ہے کہ انبیاء علیہم السلام جو گناہوں سے معصوم تھے، وہ بھی خوب استغفار کرتے۔ اس لئے کہ وہ جانتے تھے کہ استغفار سے اللہ کے قرب میں اور ترقی ملتی ہے۔ چنانچہ سب سے پہلے استغفار حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کی۔

مشہور قرآنی دعا ہے: رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا [2]

ترجمہ : اے ہمارے رب ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا

تو انبیاءؑ بھی خوب استغفار کرتے تھے۔ کیا وجہ ہے کہ گناہوں سے پاک ہونے کے باوجود استغفار کرتے تھے؟ اس لئے کہ وہ جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کو استغفار پسند ہے۔

---

1 سورۃ البقرۃ 222

2 سورۃ الاعراف 23

اللہ کے محبوب ﷺ نے بھی کثرت سے استغفار کیا

اسی طرح نبی ﷺ نے بھی خوب استغفار کیا۔ اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو قرآن پاک میں استغفار کرنے کا حکم فرمایا

وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ (1)

ترجمہ: اپنے اور مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگیے

چنانچہ نبی ﷺ فرماتے ہیں

إِنِّي لَأَسْتَغْفِرُ اللهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ أَكْثَرَ مِنْ سَبْعِينَ مَرَّةً (2)

ترجمہ: بے شک میں دن میں ستر بار سے زیادہ استغفار اور توبہ کرتا ہوں

اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ

إِنِّي لَأَسْتَغْفِرُ اللهَ فِي الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ (3)

ترجمہ: بے شک میں دن میں سو مرتبہ استغفار کرتا۔

اللہ کے محبوب ﷺ بھی استغفار کرتے تھے اس لئے کہ یہ عمل اللہ کو بہت پسند ہے۔

استغفار کے فوائد

استغفار کرنا اللہ کا محبوب عمل ہے۔ اسی لئے قرآن و حدیث میں استغفار کے کثرت سے فضائل بیان کئے گئے ہیں۔

---

1. سورۃ الاعراف 23
2. صحیح البخاري - الدعوات (5948)، سنن الترمذي - تفسير القرآن (3259)
3. صحیح مسلم — باب استحباب الاستغفار والاستكثار منه (2702)

1. گناہوں کی بخشش

استغفار کرنے کا پہلا فائدہ یہ ہے کہ انسان کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ جس انجنیئر نے مشین بنائی ہوتی ہے اسے معلوم ہوتا ہے کہ اس مشین میں کہاں کہاں سے اور کس طرح خرابی آئیگی۔ اسی طرح اللہ رب العزت نے انسان کو بنایا ہے اور وہ خوب جانتا ہے کہ انسان کہاں غلطیاں کرے گا۔

اسی لئے اللہ تعالی نے پہلے سے فرمادیا کہ غلطی ہو گی، لیکن اگر استغفار کرتے رہو گے تو میں تمہیں معاف کرتا رہوں گا۔

چنانچہ اللہ تعالی نے قرآن پاک میں فرمایا

اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا [1]

ترجمہ : اپنے رب سے بخشش مانگو بیشک وہ بڑا بخشنے والا ہے

اس لئے جو بندہ استغفار کرتا ہے اللہ تعالی اس کے گناہوں کو معاف فرمادیتے ہیں۔

بار بار گناہوں تو بار بار استغفار کریں

ذہن میں ایک سوال آتا ہے کہ ہم سے تو بار بار گناہ ہوتے ہیں تو ہمارے استغفار کا کیا فائدہ؟

حدیث پاک میں آتا ہے کہ

إِنَّ أَذْنَبَ عَبْدٌ ذَنْبًا فَقَالَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي فَقَالَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَذْنَبَ عَبْدِي ذَنْبًا . الخ [2]

ترجمہ : اللہ کے کسی بندے نے کوئی گناہ کیا پھر اللہ سے عرض کیا کہ اے میرے مالک

---

1. سورۃ نوح 10

2. صحيح البخاري - التوحيد (7068)، صحيح مسلم - التوبة (2758)

مجھ سے گناہ ہو گیا مجھے معاف فرمادے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی مالک ہے جو گناہوں پر پکڑ بھی سکتا ہے اور معاف بھی کر سکتا ہے۔ میں نے اپنے بندے کا گناہ معاف کر دیا اور اسے بخش دیا۔ پھر وہ بندہ کچھ عرصے تک گناہ سے بچا رہتا ہے مگر پھر گناہ سرزد ہو جاتا ہے تو وہ دوبارہ استغفار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے پھر معاف فرمادیتے ہیں۔ وہ بندہ کچھ عرصہ گناہ سے بچا رہتا ہے اور پھر دوبارہ گناہ کر بیٹھتا ہے۔ نادم ہوتا ہے اور پھر استغفار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے بندے کو یقین ہے کہ اس کا کوئی مالک ہے جو گناہ معاف بھی کرتا ہے اور سزا بھی دے سکتا ہے۔ میں نے اپنے بندے کو بخش دیا۔ اب جو اس کا جی چاہے کرے۔ مطلب یہ کہ جتنی بار استغفار کرتے رہو گے میں معاف کرتا رہوں گا۔ اگر ہم سے بار بار گناہ ہو تو بار بار استغفار کرنا چاہیئے۔

2۔ گناہوں سے حفاظت

استغفار کرنے کا دوسرا فائدہ یہ ہے کہ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ گناہوں سے بچا دیتے ہیں۔ اس سے پتہ چلا کہ یہ معاف کروانے والی چیز بھی ہے اور گناہوں سے بچانے والی چیز بھی ہے۔ چنانچہ حدیث پاک میں آتا ہے

فَإِنَّ إِبْلِيسَ قَالَ: أَهْلَكْتُ النَّاسَ بِالذُّنُوبِ، فَأَهْلَكُونِي بِلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَالِاسْتِغْفَارِ [1]

ترجمۃ: شیطان کہتا ہے کہ میں نے لوگوں کو گناہوں کے ذریعہ سے ہلاک کر دیا اور لوگوں نے مجھے ہلاک کر دیا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ کرنے اور استغفار پڑھنے سے۔

❶ مسند أبي يعلى الموصلي 136 - ج1ص 123، الدعاء للطبراني 1780 - ص 504

اس استغفار سے ہم شیطان کو ہلاک کر رہے ہوتے ہیں۔ وہ ہمیں مجبور کر رہا ہوتا ہے گناہ کرنے پر اور ہم استغفار سے اس کو پیچھے کر رہے ہوتے ہیں۔ چنانچہ ایک نہیں، دو نہیں بلکہ کئی مرتبہ لوگ آ کر بتاتے ہیں کہ دل میں بُری خواہش تھی کہ فلاں گناہ کر لوں۔ اس وقت ذہن میں آیا کہ استغفار کروں، استغفار کرنا شروع کیا، ایسا لگتا تھا کہ گناہ کی آگ کے اوپر کسی نے پانی ڈال دیا۔ پتہ چلا کہ استغفار صرف گناہوں کو معاف نہیں کرواتا بلکہ آئندہ گناہوں سے بچاتا بھی ہے۔

استغفار کرنے سے شیطان کی ناکامی

حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملاقات ایک مرتبہ شیطان سے ہو گئی۔ انہوں نے شیطان سے لوگوں کے مزاج اور طبیعتوں کے متعلق پوچھا۔ ابلیس نے کہا کی ایک قسم تو آپ جیسے لوگوں کی ہے جن پر ہمارا کوئی داؤ نہیں چلتا۔ دوسرے وہ لوگ ہیں جو مکمل طور پر ہمارے قبضے میں ہیں جس طرح بچوں کے قبضے میں گیند ہوتی ہے۔ ہم ان کو اپنی مرضی کے مطابق نچاتے رہتے ہیں۔ ایک اور قسم کے لوگ ہیں جن کے پیچھے ہم پڑے رہتے ہیں اور انہیں کسی نہ کسی طرح آمادہ کر کے گناہ بھی کروا دیتے ہیں۔ مگر یہ لوگ استغفار کر کے ہماری ساری محنت پر پانی پھیر دیتے ہیں۔ ایسے لوگوں سے ہم مایوس تو نہیں ہوتے مگر انہیں گمراہ کرنے میں ہم کامیاب بھی نہیں ہوتے۔ (1)

اس لئے ہمیں خوب استغفار کرنا چاہیئے تاکہ شیطان کی مکاریوں سے بچ سکیں اور گناہوں سے حفاظت ہو جائے۔

---

1. تنبیہ الغافلین ص 441

3. غموں کا دور ہو جانا

استغفار کرنے کا تیسرا فائدہ یہ ہے کہ انسان کے غم دور ہو جاتے ہیں اور وہ پریشانیوں سے باہر نکل جاتا ہے۔ چنانچہ مشائخ نے ایک ترتیب بتادی کہ صبح سو مرتبہ استغفار کرنا ہے اور شام کو سو مرتبہ۔ جس نے ان دو اوقات میں استغفار کیا گویا کہ اس نے استغفار کو اپنے اوپر لازم کر لیا اور جس نے استغفار کو اپنے اوپر لازم کر لیا، اس کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

مَنْ لَزِمَ الاِسْتِغْفَارَ جَعَلَ اللّٰهُ لَهُ مِنْ كُلِّ ضِيقٍ مَخْرَجًا وَمِنْ كُلِّ هَمٍّ فَرَجًا وَرَزَقَهُ مِنْ حَيْثُ لاَ يَحْتَسِبُ [1]

تَرجَمَہ: جس نے اپنے اوپر استغفار کو لازم کر لیا، اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر تنگی میں سے راستہ نکالیں گے۔ ہر غم میں سے اس کو نجات دینگے۔ اس کو وہاں سے رزق دینگے جہاں سے اس کو گمان بھی نہیں ہوگا۔

استغفار کے ذریعے سے ڈپریشن کا علاج

آج کل ڈپریشن کا زمانہ ہے اور ڈپریشن (یعنی گہرا غم) کو بھی استغفار کے ذریعے سے دور کرنا اس کا بہترین علاج ہے۔

کراچی کے ایک تاجر بتاتے ہیں کہ کئی سالوں سے ڈپریشن کی گولیاں کھاتا تھا مگر وقتی آرام آجاتا مگر کچھ عرصے بعد پھر وہی غم والا معاملہ شروع ہو جاتا۔ پھر کسی عالم نے استغفار کرنے کا بتایا۔ میں نے اسے آزمایا تو واقعی غم مستقل دور ہو گیا۔ اسکے بعد اپنے جیسے درجنوں مریضوں کو یہ استغفار کی دوا بتائی ہے اور ان سب کو بھی اس سے زبردست فائدہ ہوا۔

---

1. سنن أبي داود - الصلاة (1518)، سنن ابن ماجه - الأدب (3819)

اللہ نے مومن کو استغفار کا زبردست تحفہ دیا ہے۔ جب انسان کے لئے تحفہ حاضر ہوتا ہے اور وہ خود اس تحفہ کو نہیں لیتا تو اس میں غلطی تحفہ دینے والے کی نہیں ہوتی بلکے غلطی تحفہ لینے والے کی ہوتی ہے۔

اس لئے ہمیں چاہئے کہ پابندی سے استغفار کرنے والوں میں شمار ہو جائیں گے۔

4. قوت اور سہارا ملنا

استغفار کرنے کا چوتھا فائدہ یہ ہے کہ اللہ ایسے بندے کو قوت اور طاقت دیتے ہیں۔ چنانچہ فرمایا گیا:

اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ..........................وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً(1)

تَرجَمَۃ : گناہ بخشواؤاپنے رب سے ......وہ تمہاری قوت کواور بڑھائے گا

معلوم ہوا کہ استغفار کمزور کے لئے سہارا ہے۔ ہر بندہ سہارا ڈھونڈ رہا ہوتا ہے اور ہر بندہ مدد ڈھونڈ رہا ہوتا ہے۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ استغفار کرو، ہم تم کو قوّت پر قوّت دیں گے۔

ایک اور جگہ فرمایا

اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ..........................وَيُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ(2)

تَرجَمَۃ : گناہ بخشواؤاپنے رب سے..................مال سے بھی مدد کرینگے اور اولاد سے بھی مدد کرینگے۔

---

(1) سورۃ ہود 52

(2) سورۃ نوح 12

ایک ہوتا ہے مال کا ہونا، ایک ہوتا ہے مال کا مدد کرنا۔ مال میں برکت ہونا یہ مال کے ذریعے مدد ہے۔ برکت نہیں ہوتی تو انسان کو سمجھ نہیں آتی کہ اتنی جلدی پیسے کیسے خرچ ہو رہے ہیں۔ مال میں بے برکتی کی شکایت تو آج کل بہت لوگ کرتے ہیں۔ اس کا حل یہ ہے کہ کثرت سے استغفار کریں۔ اسی طرح ایک چیز ہوتی ہے اولاد کا ہونا اور ایک ہوتا ہے اولاد کا مدد کرنا۔ کئی مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ بیٹے ہوتے ہیں چار اور مدد ان میں سے کوئی بھی نہیں کرتا۔

چار بیٹوں کی ماں اور سہارا ایک بھی نہ بنا

اولاد کا ہونا اور سہارا نہ بننے کی ایک مثال تو کچھ عرصے پہلے ہی سامنے آئی۔ بوڑھی والدہ جس کے چار بیٹے تھے اس کا انتقال نرسنگ ہوم میں ہوا۔ کیونکہ کسی بیٹے نے اپنے پاس رکھنے کی تکلیف ہی نہیں کی۔ جنازہ کے وقت بھی صرف ایک بیٹا حاضر تھا اور باقی اپنی اپنی مصروفیات میں مشغول تھے۔ یعنی اولاد تو ہے مگر مدد نہیں کرتی۔

5. بلندی عطا کی جاتی ہے

استغفار کرنے کا پانچواں فائدہ یہ ہے کہ انسان کو بلندی ملتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان استغفار کرتا ہے تو انسان کی بندگی ظاہر ہوتی ہے کہ اپنے آپ کو غلطی پر محسوس کرنے کی وجہ سے استغفار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو بندے میں بندگی کی صفت بہت پسند ہے۔ تو جو جتنا زیادہ استغفار کرتا ہے وہ اتنی زیادہ عاجزی کرتا ہے۔ اور جو جتنی زیادہ عاجزی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اتنا زیادہ بلند کرتے ہیں۔

حدیث پاک میں آتا ہے مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰہِ رَفَعَهُ اللّٰهُ[1]

ترجمہ: جو اللہ کے لئے عاجزی اختیار کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اُس کو بلندیاں عطافرماتے ہیں

استغفار زیادہ وہ کرتا ہے جو اپنے آپ کو گناہگار سمجھے

استغفار وہ بندہ زیادہ کرتا ہے جس کی طبیعت ایسی ہو کہ اس پر جو بھی مصیبت آتی ہے، سب سے پہلے اس کا دھیان اسی طرف جاتا ہے کہ یہ مصیبت مجھ پر میرے گناہوں کی وجہ سے آئی ہے۔ آج تو یہ حال ہے کہ پریشانی آتی ہے تو ہم اس کی وجوہات ڈھونڈتے ہیں۔ اولاد نافرمان ہوتی ہے تو ہم اولاد سے ناراض ہوتے ہیں، نوکر وغیرہ نافرمان تو ہم ان سے ناراض ہوتے ہیں۔ بیماری آتی ہے تو ہم کہتے ہیں کہ فلاں چیز کھالی تھی تو اس وجہ سے بیمار ہو گیا ہوں یا میں نے فلاں پرہیز نہیں کیا تھا۔ تو مصیبت کے وقت ہم اسباب ڈھونڈ رہے ہوتے ہیں جب کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

يَاۤيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ[2]

ترجمہ: اے لوگو (سن لو) یہ تمہاری سرکشی تمہارے لئے وبال (جان) ہونے والی ہے

تو جو بندا یہ سوچتا ہے کہ مجھ پر جو مصیبت آئی ہے وہ میری اپنی کمائی ہوئی ہے وہ سب سے زیادہ استغفار کرتا ہے۔

---

1. شعب الإيمان للبيهقي 7790-ج10ص 455-456

2. سورۃ یونس 23

6. قربِ الٰہی کا حصول

استغفار کرنے کا چھٹا فائدہ یہ ہے کہ اللہ کا قرب نصیب ہوتا ہے۔ اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ انسان کا دل گناہوں کی ظلمت سے بھرا ہوا نہ ہو۔ اللہ پاک ذات ہے اور پاک لوگوں سے ہی محبت کرتا ہے۔ جو بندہ استغفار کرتا ہے، نادم ہوتا ہے تو اس کے دل سے گناہوں کی گندگی اور ظلمت دور ہو جاتی ہے۔ حدیثِ پاک میں آتا ہے

الاِسْتِغْفَارُ فِي الصَّحِيفَةِ يَتَلأْلأُ نُوراً [1]

ترجمہ : استغفار دل میں نور چمکاتا ہے

جب دل سے غفلت کا پردہ دور ہو جاتا ہے تو ایسے بندے کو اللہ کا قرب نصیب ہوتا ہے۔

حضرت نقشبند کا فرمان: استغفار سے اللہ کے قرب کا حصول

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے ایک بزرگ گزرے ہیں حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ ، کسی نے آکر سوال پوچھا کہ حضرت اگر سارے اللہ والے ختم ہو جائیں تو پھر قربِ الٰہی کس طرح حاصل ہو گا؟

حضرت نے تھوڑی دیر توقف فرمایا اور پھر فرمانے لگے کہ فرض کریں کہ سارے اللہ والے ختم ہو جاتے ہیں تو جو شخص استغفار کو مضبوطی سے پکڑ لے گا اس کو اللہ پاک اپنا قرب عطا فرما دیں گے۔

---

1. الجامع الصغیر من حدیث البشیر النذیر - ج1 ص272

آج تو ہم اس کو بہت ہی ہلکا سمجھتے ہیں۔ جو سالک مراقبہ، ذکر کرنے والا ہے وہ بھی اس کو ہلکا سمجھتا ہے۔ اگر شیخ پوچھے گا کہ تم نے استغفار نہیں کیا ہے تو اس کو بتانے میں کوئی حرج نہیں ہوگا کہ نہیں کیا۔ مگر جس کو یہ معلوم ہو جائے کہ یہ کتنی بڑی نعمت ہے اور کتنا بڑا تحفہ ہے جو میں نے چھوڑ دیا تو استغفار کے بغیر اس کا دن ہی نہ گزرے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے استغفار کرنے والے بوڑھے گا اکرام

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک آدمی تھا جو محفلوں میں گانے گاتا تھا۔ کچھ لوگوں میں اس کو اس وجہ سے بڑی مقبولیت ملی تھی۔ پیسہ بھی ملتا تھا اور لوگ اس کو کھلاتے پلاتے بھی تھے۔ کئی سال اس کی زندگی اسی طرح گزرتی رہی اور دین سے غافل رہا۔ بڑھاپے کو پہنچا تو اب اس طرح کی آواز بھی نہیں رہی اور لوگوں کو بھی اندازہ ہو گیا کہ اب اس میں وہ بات نہیں رہی تو انہوں نے بھی سننا چھوڑ دیا۔ آہستہ آہستہ رشتے دار بھی فوت ہوتے گئے۔ یہ بہت بوڑھا ہو چکا تھا اور اب اس کے دانت بھی گر گئے۔ گانا بجانا بالکل ختم ہو گیا اور کوئی پوچھتا بھی نہیں تھا۔ کوئی اپنے پاس رکھنا بھی نہیں چاہتا تھا۔ کسی نے رحم کھا کر اپنے پاس رکھا اور کچھ نہ کچھ کھلا پلا دیتا تھا۔ اس نے بھی ایک مرتبہ تنگ آکر کہہ دیا کہ اب تیری کھانسی برداشت نہیں ہوتی۔ چلا جا یہاں سے۔ تو جب اس کو نکال دیا گیا اس بڑھاپے میں تو اب اس کو خیال آیا کہ میرا بڑھاپا اتنا وحشت ناک ہے۔ یہ میرے گناہوں کی سزا ہے۔ اس کو احساس ہو گیا اور اپنے آپ کو کوسنے لگا کہ یہ سب میرے گناہوں کا نتیجہ ہے۔ یہ سوچ کر چل پڑا، چلتے چلتے قبرستان میں پہنچ گیا، اور وہاں جا کر بیٹھ گیا۔ پھر دعا کرتا ہے کہ اے اللہ اب تو مجھے کوئی پوچھنے والا نہیں، اب کوئی میرے غم سننے والا نہیں۔ اب تو مجھے کوئی کھانا دینے والا نہیں۔ یا اللہ تیری

نافرمانی کی اور یہاں پہنچ گیا۔ بس تو مجھے معاف کر دے میرے مالک۔ اس طرح وہ اللہ سے معافی مانگتا رہا۔

اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ آرام فرما رہے تھے۔ خواب میں ان کو کسی کہنے والے نے کہا کہ اے عمر تو قبرستان میں جا، وہاں ہمارا ایک دوست بھوکا اور پیاسا ہے۔ وہاں جا اور اسے اپنے ہاتھوں سے کھانا دے کر آ۔

استغفار کرنے والے کو اللہ تعالیٰ نے یہ مقام دیا کہ اس نے استغفار کیا اور اللہ تعالیٰ نے امیر المؤمنین کو کھانے کے ساتھ بھیج دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھانا اپنے سر پر لے کر گئے کہ اللہ کا کوئی دوست ہے جس کو کھلانا ہے۔ تو جا کر دیکھا کہ یہ بوڑھا ہے۔ اور اس بوڑھے کو انہوں نے جا کر بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے کھلانے کا پیغام بھیجا ہے۔ استغفار کرنا اللہ کی رحمت کو کھینچتا ہے، اللہ کی محبّت کو کھینچتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ کے سامنے نادم ہونا، توبہ کرنا اور استغفار کرنا، مؤمن جتنا زیادہ کرے اتنا بہتر ہے۔

ع صبح توبہ شام توبہ لب پہ میرے مدام توبہ
بے اثر ہو یا با اثر ہو اپنے کرنے کا کام توبہ

چالیس سالہ گناہ گار کی ندامت پر بارش

ایک دفعہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دور میں زبردست قحط واقع ہوا، لوگوں نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے درخواست کی کہ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ ہم پر اپنی رحمت کی بارش فرمائے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام ان لوگوں کے ساتھ جنگل کی طرف روانہ ہوئے اور دعا کی کہ یا اللہ

بوڑھوں، بچوں اور چرنے والے جانوروں کے صدقے ہم پر رحم فرما اور ہمیں بارش عطا فرما!
لیکن بارش نہ ہوئی تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام بہت پریشان ہوئے اور یوں دعا کی کہ یا اللہ تیرے ہاں میرا کوئی مقام نہیں ہے تو نبی آخر الزمان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے دعا کرتا ہوں ہم پر بارش برسا دیجئے۔

اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آئی کہ اے موسیٰ! تیرا مقام میرے ہاں گھٹا نہیں، بلکہ تمہارے اندر ایک ایسا آدمی موجود ہے جو چالیس سال سے گناہوں کے ساتھ میرا مقابلہ کر رہا ہے۔ تم لوگوں میں اعلان کر دو کہ وہ شخص یہاں سے نکل جائے اسی کی وجہ سے میں نے بارش روک رکھی ہے۔ چنانچہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اعلان کر دیا کہ اے وہ شخص جو چالیس برس سے گناہوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا مقابلہ کر رہا ہے تو یہاں سے نکل جا! تیرے ہی سبب بارش نہیں ہو رہی۔

جب اس شخص نے یہ اعلان سنا تو ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ جب اس نے دیکھ لیا کہ کوئی شخص بھی باہر نہ نکلا تو سمجھ گیا کہ یہ میں ہی ہوں۔ بس اس شخص نے سر جھکایا، اور کپڑا ڈالا اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنا شروع کر دی۔

یا اللہ! میں نے چالیس سال تک تیری نافرمانی کی اور تو نے مجھے مہلت دے رکھی، اللہ آج میں سچے دل سے توبہ کرتا ہوں تو آج مجھے معاف کر دے اگر تو نے مجھے معاف نہ کیا میں لوگوں میں ذلیل و خوار ہو جاؤں گا، لہذا مہربانی کا معاملہ فرما۔

ابھی دعا مکمل نہ ہوئی تھی کہ بادل کا ایک ٹکرا آیا اور بارش برسنا شروع ہو گئی۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام حیران کہ ابھی تک تو وہ بندہ یہاں سے نکلا بھی نہیں اور بارش برسنا شروع ہو گئی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آئی کہ اے موسیٰ! جس کی وجہ سے بارش روکی تھی اسی کی وجہ سے

برسادی گئی۔ پوچھا یااللہ وہ کیسے ؟ تو فرمایا اس بندے نے پکی سچی توبہ کرلی۔ موسی علیہ الصلوۃ والسلام نے پوچھا۔ یااللہ وہ کون ہے ؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسی وہ بندہ چالیس سال تک میری نافرمانی کرتا رہا میں نے اس کا راز فاش نہ کیا، اب اس نے توبہ کرلی ہے تو میں اس کا راز کیسے فاش کردوں !

ہم بھی اگر اپنے گناہوں پر نادم ہونگے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت متوجہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں کثرت سے استغفار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِینَ

مناجات

میں گناہ گار ہوں میں سیاہ کار ہوں
میں خطا کار ہوں میں سزاوار ہوں
مرے سجدوں میں تیری ہی حمد و ثنا
میرا کوئی نہیں اللہ تیرے سوا

میری توبہ ہے توبہ اے میرے الٰہ
مجھ گناہ گار کو تو نہ دینا سزا
میری آہوں کو سُن لے اے حاجت روا
میرا کوئی نہیں اللہ تیرے سوا

وَمَنْ صَلّٰى عَلَيَّ مِائَةً كَتَبَ اللّٰهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ
بَرَاءَةً مِنَ النِّفَاقِ وَبَرَاءَةً مِنَ النَّارِ

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کا

دوسرا معمول

دُرود شریف

صبح وشام 100,100 مرتبہ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
1	**دوسرا معمول : درود شریف**	27
2	**درود شریف کی برکات**	28
3	1. آگ سے بری اور نفاق سے بری	28
4	2. اللہ کا مقرب بن جانا	29
5	3. نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاص قُرب نصیب ہونا	30
6	○ کثرتِ درود پر خواب میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت	31
7	○ ابوالعباس رحمۃ اللہ علیہ کو کثرتِ درود والی مجلس میں جانے کا حکم	31
8	4. بروزِ قیامت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاص قرب	32
9	5. دعاؤں کا قبول ہونا	33
10	6. درود لکھنے والے کے لئے فرشتے مغفرت کی دعا کرتے ہیں	34
11	○ درود پاک لکھنے کی وجہ سے دس لاکھ فرشتوں کی امامت	35
12	○ حضرت ابوذُرعہ رحمۃ اللہ علیہ ایک لاکھ احادیث کے حافظ	35
13	7. نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہم کلامی کا شرف	36
14	○ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درود پڑھنے والے کو پیغام بھجوایا	37
15	○ ایک دفعہ درود پڑھنے پر شرابی کی مغفرت	39

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی : اَمَّا بَعْد

أَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا [1]

سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اللہ کے قرب تک پہنچنے کے لئے دوسرا معمول جو مشائخ نے فرمایا ہے وہ ہے درود شریف۔
صبح سو مرتبہ اور شام میں سو مرتبہ۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اللہ تعالیٰ اپنے مبارک کلام میں فرماتے ہیں

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

ترجمہ: بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو تم بھی ان پر درود اور سلام بھیجو۔

---

1 سورۃ الاحزاب 56

اس مبارک آیت میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو اپنے پیارے حبیب ﷺ پر درود پڑھنے کا حکم فرمایا ہے۔ مگر اس مبارک آیت میں جہاں حکم دیا جارہا ہے وہاں ایک اور پیغام بھی مل رہا ہے۔ وہ پیغام شانِ مصطفیٰ کی ایک جھلک ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے فرمارہے ہیں کہ میرے محبوب کی شان میں تمھارے سلام پڑھنے سے کوئی اضافہ نہیں ہوتا، میں اور میرے فرشتے بھی اس پر سلام بھیجتے ہیں۔ پتہ چلا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا ایک بہت ہی محبوب عمل ہے۔

درود شریف کی برکات

جو بندہ بھی نبی ﷺ پر درود بھیجتا ہے وہ دراصل اللہ کی رحمتوں کو اپنی طرف متوجہ کررہا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے درود کے ساتھ بہت سی دینی اور دنیاوی برکات کو نتھی کردیا ہے۔ چنانچہ علماء نے درود شریف پڑھنے کے بہت سے فضائل و برکات قرآن وحدیث سے بتائے ہیں جن میں سے چند یہ ہیں۔

1۔ آگ سے بری اور نفاق سے بری

درود شریف پڑھنے کی پہلی برکت یہ ہے کہ اسے پڑھنے والا جہنم سے بھی بری ہوگا اور نفاق سے بھی۔ حدیث پاک میں آتا ہے نبی ﷺ نے فرمایا

مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلَاةً وَاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرًا ، وَمَنْ صَلّٰى عَلَيَّ عَشْرًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ مِائَةً، وَمَنْ صَلّٰى عَلَيَّ مِائَةً كَتَبَ اللّٰهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ: بَرَاءَةً مِنَ النِّفَاقِ، وَبَرَاءَةً مِنَ النَّارِ [1]

1. المعجم الأوسط للطبراني 7235

ترجمہ: جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا اللہ تعالیٰ کی اس پر دس رحمتیں نازل ہوتی ہیں جس نے دس مرتبہ درود بھیجا اللہ کی سو رحمتیں اس پر نازل ہوتی ہیں اور جس نے سو مرتبہ درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس کی پیشانی پر لکھ دیتے ہیں برأة من النفاق و برأة من النار کہ یہ آدمی نفاق سے بھی بری ہو گیا اور یہ آدمی آگ سے بھی بَری ہو گیا۔

ہمارے مشایخ نے اس لئے متعین کر دیا کہ معمولات میں سالک نے سو مرتبہ درود شریف صبح اور سو مرتبہ شام کو پڑھنا ہے۔

2. اللہ کا مقرب بن جانا

دُرود شریف کی دوسری برکت یہ ہے کہ اس کا پڑھنے والا اللہ کا مقرب بندہ بن جاتا ہے۔ حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی تھے مگر پہلے وہ یہودی تھے اور یہودیوں میں بھی بڑے عالم سمجھے جاتے تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی نے علیہ السلام سے پوچھا کہ

يَا مُوسٰى أَتُرِيْدُ أَنْ أَكُوْنَ أَقْرَبَ إِلَيْكَ مِنْ كَلَامِكَ إِلٰى لِسَانِكَ[1]

ترجمہ: اے میرے پیارے موسیٰ کیا تو چاہتا ہے کہ میں تجھ سے اتنا قریب ہو جاؤں جتنا تیری زبان تیرے کلام سے قریب ہے؟

حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام تو ویسے ہی اللہ تعالیٰ کے بڑے عاشق تھے۔ اور اللہ کو دیکھنے کی بڑی تمنا رکھتے تھے۔ اب جب انہوں نے یہ بات سنی تو عرض کرنے لگے کہ اے اللہ! اگر اتنا قریب ہو جاؤں تو کیا بات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے میرے پیارے موسیٰؑ اگر تو میرے

1 القول البديع في الصلاة على الحبيب الشفيع— ص183

اتنا قریب ہونا چاہتا ہے تو پھر کثرت سے محمد رسول اللہ ﷺ پر سلام بھیجو۔
تو پتہ چلا کہ نبی ﷺ پر درود بھیجنا اللہ تعالیٰ کے خاص قرب کو حاصل کرنے کا طریقہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مشائخ نے اللہ تعالیٰ کے قرب تک پہنچنے کے لئے چھ معمولات میں سے ایک معمول درود شریف کو طے کیا۔

3. نبی ﷺ کا خاص قرب نصیب ہونا

درود شریف پڑھنے کی تیسری برکت یہ ہے کہ انسان کو نبی کریم ﷺ کا خاص قرب نصیب ہوتا ہے۔ یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ جسے نبی ﷺ کا قرب حاصل نہیں تو اللہ کا قرب ممکن نہیں۔ آپ ﷺ کی اتباع کرنا، آپ ﷺ سے محبت کرنا اور آپ ﷺ پر درود بھیجنا ان سب کے بغیر کوئی بھی شخص اللہ کے قریب ہو ہی نہیں سکتا۔ چنانچہ نبی ﷺ نے فرمایا

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَلَدِهِ وَوَالِدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ[1].

ترجمہ: تم میں سے کوئی اس وقت تک ایمان والا نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اسے اپنے والد اپنی اولاد سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

پتہ چلا کہ نبی ﷺ کی محبت ایمان کے لئے شرط ہے اور یہ محبت اس شخص کو حاصل ہوتی ہے جو کثرت سے درود پڑھتا ہے۔

---

1. صحیح مسلم — کتاب الإیمان — باب وجوب محبة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أکثر من الأهل والولد 44

کثرت درود پر خواب میں نبی ﷺ کی زیارت

ایک بزرگ گزرے ہیں، حضرت محمّد بن سعید بن مطرف رحمۃ اللہ علیہ ہر رات ہزاروں کی تعداد میں درود پڑھنے کا معمول تھا۔ ایک دن سوئے تو خواب میں نبی ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ اور نبی ﷺ نے فرمایا

هات هذا الفم الذي تكثر به الصلاة عليّ أقبله [1]

ترجمۃ: جس منہ سے تو درود پڑھتا ہے اس منہ کو قریب کر ہم اس کا بوسہ لینا چاہتے ہیں چنانچہ آپ ﷺ نے ان کے منہ پر بوسہ لیا۔ فرماتے ہیں کہ میری بھی آنکھ کھل گئی اور میری بیوی کی بھی آنکھ کھل گئی اور پورے کمرے میں مشک کی خوشبو تھی۔ وہ خوشبو آٹھ دن تک اس کمرے میں رہی۔

تو پتہ چلا کہ درود شریف پڑھنے سے اللہ کے نبی ﷺ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔

ابو العباس رحمۃ اللہ علیہ کو کثرت درود والی مجلس میں جانے کا حکم

مصر کے ایک بزرگ گزرے ہیں، جن کا نام حضرت ابو العبّاس الخیاط رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ کچھ بزرگ ہوتے ہیں جو مخلوق میں رہتے ہیں اور دین کی تبلیغ اور دین سکھانے کا کام کرتے ہیں، اور کچھ ہوتے ہیں جو صرف اللہ کی یاد میں رہتے ہیں۔ ابو العبّاس رحمۃ اللہ علیہ دوسرے قسم کے بزرگوں میں سے تھے، کسی سے ملنا جلنا نہیں رکھتے اور ہر وقت اللہ کی یاد میں مصروف رہتے ان کا یہ معمول سالوں تک رہا۔ مگر کئی سال کے بعد لوگوں نے دیکھا

[1] القول البديع في الصلاة على الحبيب الشفيع – ص 197

کہ حضرت ابو العبّاس خیاط رحمۃ اللہ علیہ ایک اور بزرگ حضرت ابن رشیق رحمۃ اللہ علیہ کی مجلسوں میں جانے لگے اور ہر ہفتہ وار مجلس میں یہ پہنچے ہوتے تھے۔ لوگ بھی حیران کہ یہ کبھی کہیں نہیں جاتے تھے اور اب یہ ایک اور بزرگ کی مجلس میں جا رہے ہیں۔ تو کسی نے پوچھ لیا کہ حضرت آپ تو کہیں نہیں جاتے تھے اور نہ کسی سے میل جول رکھتے تھے؟۔ تو انہوں نے فرمایا کہ کہیں نہیں جاتا تھا مگر ایک دن خواب میں نبی ﷺ کی زیارت ہوئی

اور نبی ﷺ نے فرمایا

أحضر مجلس رشيق فإنه يصلي علي فيه كذا و كذا مرة [1]

ترجمہ: ابنِ رشیق کی محفل میں جایا کرو کہ وہ مجھ پر کثرت سے درود پڑھتا ہے

تو یہ پکی بات ہے کہ جو بھی پابندی سے درودِ پاک پڑھے گا اسے اللہ تعالی کے نبی ﷺ کا قرب حاصل ہو جائے گا۔

4. بروزِ قیامت نبی ﷺ کا خاص قرب

درود شریف پڑھنے کی چوتھی برکت یہ ہے کہ اس کے پڑھنے والے کو قیامت کے دن بھی نبی ﷺ کا خاص قرب نصیب ہو گا۔ حدیث پاک میں آتا ہے

إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلَاةً [2]

ترجمہ: قیامت کے دن میرے سب سے قریب وہ ہو گا جو مجھ پر سب سے زیادہ درود بھیجتا ہو گا

---

1. القول البديع في الصلاة على الحبيب الشفيع — ص 361

2. جامع الترمذي — أبو اب الوتر — باب ما جاء في فضل الصلاة على النبي ﷺ 484

ہم میں سے کون یہ نہیں چاہتا کہ قیامت کے دن نبی ﷺ کے قدموں میں جگہ نصیب ہو۔ اس حدیث کی روح سے پتہ چلتا ہے کہ درود پڑھنے والے کو یہ سعادت نصیب ہو گی اس لئے خوب درود شریف پڑھنا چاہیے۔

5. دعاؤں کا قبول ہونا

درود شریف کی پانچویں برکت یہ ہے کہ اس کو پڑھنے سے دعائیں قبول ہوتی ہیں.

حضرت عمرؓ یہ حدیث نقل فرماتے ہیں

إِنَّ الدُّعَاءَ مَوْقُوفٌ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَا يَصْعَدُ مِنْهُ شَيْءٌ حَتَّى تُصَلِّيَ عَلَى نَبِيِّكَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ [1]

جو شخص درود شریف نہیں پڑھتا اور دعا کرتا ہے تو اس کی دعا اوپر نہیں جاتی جب تک وہ درود شریف نہ پڑھ لے۔

اسی لئے دعا سے پہلے اور دعا کے بعد درود شریف پڑھنا دعا کی قبولیت کو بڑھا دیتا ہے۔ درود شریف صرف دعا کی قبولیت ہی کو نہیں بڑھاتا بلکہ اگر کوئی شخص دُرود کو ہی دعا بنا لے تو اللہ اس کو بِن مانگے عطا فرماتے ہیں۔ حدیث پاک میں آتا ہے

ایک صحابی حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے عرض کیا

يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي أُكْثِرُ الصَّلَاةَ عَلَيْكَ فَكَمْ أَجْعَلُ لَكَ مِنْ صَلَاتِي؟... الخ [2]

اے اللہ کے نبی ﷺ میں نے اپنی دعا کے لئے اتنا وقت نکالا ہے، اب سوچتا ہوں کہ اس

---

1. جامع الترمذي — أبواب الوتر — باب ما جاء في فضل الصلاة على النبي ﷺ 486
2. جامع الترمذي — أبواب صفة القيامة والرقائق والورع 2457

وقت میں سے کچھ وقت درود پڑھنے میں لگادوں تو کیا میں ایک تہائی وقت درود شریف پڑھنے میں لگادوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اور وقت بڑھاؤ عرض کیا آدھا وقت لگا دیتا ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اور وقت بڑھاؤ تو صحابی نے عرض کیا کہ پھر دعا کا جو بھی وقت ہے پورا لگا دیتا ہوں۔ اس پر نبی ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص دعا کا سارا وقت درود پڑھنے میں لگا دیتا ہے اللہ تعالیٰ بِن مانگے اس کی ضروریات کو پورا فرمادیتے ہیں۔ پتہ چلا کہ درود سے جہاں دعائیں قبول ہوتی ہیں وہاں اسے دعا بنانے سے بِن مانگے ضروریات بھی پوری ہو جاتی ہیں۔ بڑی سعادت کی بات ہے اس شخص کے لئے جو اس کی پابندی کرتا ہو۔

6. درود لکھنے والے کے لیے فرشتے مغفرت کی دعا کرتے ہیں

درود شریف کی چھٹی برکت یہ ہے کہ اس درود کے لکھنے والے کے لئے بھی فرشتے مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔

حدیث پاک میں آتا ہے۔

مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ فِي كِتَابٍ لَمْ تَزَلِ الْمَلَائِكَةُ تَسْتَغْفِرُ لَهُ مَا دَامَ اسْمِي فِي ذٰلِكَ الْكِتَابِ[1]

ترجمہ: جس نے کتاب میں مجھ پر درود پاک لکھا تو جب تک میرا نامِ مبارک اُس کتاب میں رہے گا فرشتے اُس کیلئے اِستغفار کرتے رہیں گے۔

کتنے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو نبی ﷺ پر درود لکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بعض بزرگ فرماتے ہیں کہ محدثین کی جماعت افضل ہے اس لئے کہ وہ کثرت سے درود لکھتے ہیں۔

---

1. المعجم الأوسط للطبراني 1835 – ج2ص232

درود پاک لکھنے کی وجہ سے دس لاکھ فرشتوں کی امامت

حضرت ابوذُرعہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے بڑے محدث اور بڑے بزرگ تھے۔ان کی وفات کے بعد کسی نے انہیں خواب میں دیکھا کہ یہ دس لاکھ فرشتوں کی امامت کروا رہے ہیں۔ تو خواب میں ہی حضرت سے پوچھا کہ حضرت آپ کو یہ مقام کیسے ملا کہ آپ دس لاکھ فرشتوں کی امامت کرا رہے ہیں؟ حضرت نے فرمایا کہ دنیا میں میں نے ایک لاکھ حدیث شریف لکھیں اور ایک لاکھ دفعہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف لکھا۔

اور حدیث پاک میں آتا ہے کہ فرشتے درود کے لکھنے والے کے لئے مغفرت کی دعا کرتے رہتے ہیں جب تک کہ وہ درود کتاب میں لکھا رہے۔ تو مجھے اس درود لکھنے کی وجہ سے یہ مقام ملا۔ تو پتہ چلا کہ جو درود شریف لکھ بھی دیتا ہے اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت اس پر ہوتی ہے۔

حضرت ابوذرعہ رحمۃ اللہ علیہ کو ایک لاکھ احادیث حفظ تھیں

حضرت ابو ذُرعہ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک شاگرد تھا جس کی نئی نئی شادی ہوئی تھی۔ یہ حضرت کی مجلس میں باقاعدگی سے جاتا۔ اس لئے ہر روز شام کو گھر واپسی میں دیر ہو جاتی تو بیوی ناراض ہوتی۔ ایک دفعہ بہت دیر ہو گئی تو بیوی بہت ہی ناراض ہو گئی اور پوچھا کہ اتنی دیر کیوں ہو گئی؟ تو اس شاگرد نے اپنی بیوی کو کہا کہ حضرت کا حدیث کا درس تھا، اس میں دیر ہو گئی۔ بیوی نے غصے میں آکر کہا کے تیرے استاد کو کچھ نہیں آتا تو تجھے کیا آتا ہو گا۔

اب یہ شاگرد تو اس بات پر بھڑک اٹھا کہ حضرت سے اتنی محبت کرتا تھا۔ تو غصّے میں آگیا اور کہا کہ اگر میرے استاد کو ایک لاکھ حدیثیں زبانی یاد نہیں تو تجھ کو تین طلاق۔

اب رات گزر گئی، صبح جب دونوں اٹھے تو بڑے پریشان ہوئے کہ یہ کیا معاملہ ہو گیا۔

شوہر بھی پریشان کہ میں نے کیا کہہ دیا اور بیوی بھی پریشان کہ مجھے اتنا غصہ نہیں کرنا چاہیئے تھا آخر دینی کام سے ہی آرہا تھا۔ یہ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ طلاق ہوئی کہ نہیں ہوئی تو بالآخر بیوی نے کہا کہ جاؤ اور حضرت سے پوچھو کہ انہیں ایک لاکھ احادیث یاد ہیں کہ نہیں۔

بڑی پریشانی کی حالت میں یہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور پورا قصّہ حضرت کو سنایا۔ یہ بھی بتایا کہ میں نے غصّے میں آکر کہہ دیا کہ اگر میرے حضرت کو ایک لاکھ احادیث نہیں یاد تو تجھے تین طلاق۔ اس پر حضرت مسکرا اٹھے اور فرمایا جاؤ میاں بیوی والی زندگی گزارو

أحفظ مائتي ألف حديث كما يحفظ الإنسان قل هو الله أحد[1]

ترجمۃ: کہ ایک لاکھ حدیثیں تو مجھے اس طرح یاد ہیں جیسے لوگوں کو قل هو الله أحد یاد ہوتی ہے۔

کیسی محبت اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ ان کے مبارک فرمان کو اتنی کثرت سے یاد کیا۔

7. نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہم کلامی کا شرف

درود شریف پڑھنے کی ساتویں برکت یہ ہے کہ جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتا ہے تو گویا اسکو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہم کلامی کا شرف نصیب ہوتا ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے

وَمَنْ صَلَّى عَلَيَّ نَائِيًا مِنْهُ أُبْلِغْتُهُ[2]

ترجمۃ: جو شخص مجھ پر درود شریف پڑھتا ہے، اس درود شریف کو میرے پاس پہنچایا جاتا ہے

1. تاریخ بغداد للخطیب ج10ص335
2. شعب الإيمان — البيهقي ج2، ص218

تو اس کا مطلب ہے کہ آج بھی کوئی درود شریف پڑھے گا تو یہ آج بھی رابطے کی ایک زبردست صورت ہے۔ ہر امتی کا دل چاہتا ہے کے ہم اپنے نبی ﷺ سے ہم کلام ہوں تو اس کا بہترین ذریعہ نبی ﷺ پر درود بھیجنا ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ

مَنْ صَلَّى عَلَيَّ عِنْدَ قَبْرِي سَمِعْتُهُ، وَمَنْ صَلَّى عَلَيَّ نَائِيًا مِنْهُ أُبْلِغْتُهُ[1]

ترجمہ: جو شخص روضۂ مبارک پر آکر مجھ پر درود پڑھتا ہے میں خود اس کو سنتا ہوں اور جو کوئی دور سے درود شریف پڑھتا ہے تو فرشتے مجھ تک پہنچاتے ہیں۔

تو یہ درود شریف پڑھنے کا سب سے بڑا فائدہ ہے کہ ایک ناکارہ کا پڑھا ہوا درود شریف نبی ﷺ کی خدمت میں پیش ہوتا ہے۔

نبی ﷺ نے درود پڑھنے والے کو پیغام بھجوایا

چنانچہ حضرت ابو بکر بن مجاہد رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے بڑے اللہ والے تھے، اور بہت لوگ حضرت سے فائدہ اٹھاتے تھے۔ ان کی مجلس میں جانے والے ایک بزرگ محمدؒ بن مالک رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں ابو بکر بن مجاہد کی مجلس میں گیا اور باقی لوگوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ حضرت بیان فرمارہے تھے۔ اتنی دیر میں ایک بوڑھا سا آدمی اندر داخل ہوا جس کے کپڑے بھی پھٹے پرانے تھے، ان کا عمامہ بھی میلا سا تھا، پراگندہ سی حالت تھی اور ایسا لگتا تھا کہ دور کا سفر طے کر کے آرہے ہیں۔ وہ جیسے ہی اندر داخل ہوئے تو میں نے دیکھا کہ ابو بکر بن مجاہد بیان کرتے کرتے کھڑے ہو گئے، بیان موقوف کر دیا اور ان

---

1. شعب الإيمان — البيهقي ج2، ص218

صاحب کو اپنے قریب لیکر آئے۔ جس کرسی پر بیٹھ کر حضرت بیان کر رہے تھے ان آنے والے بزرگ کو وہاں بٹھادیا۔ سارا مجمع سمجھنے لگا کہ یہ کوئی بہت بڑے بزرگ ہیں۔ان کو بٹھانے کے بعد انہوں نے انکا حال پوچھا، ان کی خوب خدمت کی اور ان کو کچھ کھلایا پلایا۔ پھر پوچھنے لگے کہ کیسے آنا ہوا۔ تو ان بزرگ نے فرمایا کہ میرے ہاں اولاد ہوئی ہے اور گھر والوں نے شہد اور گھی کا تقاضا کیا ہے۔ابو بکر بن مجاہد رحمۃ اللہ علیہ بھی بڑے غریب تھے تو انہوں نے کہا کہ حضرت ابھی تو آرام کیجئے اور پھر دیکھتے ہیں کہ کیا کیا جاسکتا ہے۔

وہ بزرگ آرام کرنے لگے اور ابو بکر بن مجاہد رحمۃ اللہ علیہ رات کو پریشان کہ یہ شہد اور گھی کا انتظام کیسے ہو گا کہ ہمارے پاس تو دینے کے لئے بھی کچھ نہیں۔اسی پریشانی میں رات کا بہت سارا حصّہ گزر گیا اور ابو بکر بن مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سو گئے۔

فرأيت النبي صلى الله عليه وسلم في منامي فقال لي ما هذا الحزن إذهب إلى علي بن عيسى الوزير [1]

خواب میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت ہوئی اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اے ابو بکر، تم فکر نہ کرو، علی بن عیسیٰ کے پاس چلے جاؤ کہ وہ بادشاہ کا مقرب بندہ اور وزیر ہے۔اس سے کہو کہ میں نے تمہیں بھجوایا ہے۔اگر وہ کوئی نشانی پوچھے تو اس کو بتانا کہ تم ہر جمعرات کو ایک ہزار مرتبہ درود شریف پڑھتے ہو اور یہ تمھارے اور اللہ کے علاوہ کسی کو نہیں معلوم۔ جب یہ نشانی بتاؤ گے تو وہ مان جائیگا اور پھر اس کو یہ بھی بتانا کہ پچھلی جمعرات کو تم نے سات سو مرتبہ درود شریف پڑھا اور اس کے بعد بادشاہ نے تمھیں بلا لیا۔ تم بادشاہ کے پاس گئے اور بادشاہ

---

[1] القول البديع في الصلاة على الحبيب الشفيع — ص 237

کے پاس سے جب واپس آئے تو تین سو کا عدد تم نے مکمل کیا۔ اللہ اکبر!

چنانچہ ابو بکر بن مجاہد، علی بن عیسیٰ کے پاس چلے گئے اور جا کر کہا کہ نبی ﷺ نے مجھے بھجوایا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ نشانی یہ ہے کہ ہر جمعرات کو تم ایک ہزار دفعہ درود شریف پڑھتے ہو۔ اس نے تصدیق کی کہ اللہ اور میرے سوا یہ بات کوئی نہیں جانتا۔ جب پورا خواب سنا دیا تو علی بن عیسیٰ نے کہا کہ واقعی آپ کو نبی ﷺ نے بھجوایا ہے۔ ابو بکر بن مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ نبی ﷺ نے خواب میں فرمایا ہے کہ ان فلاں بزرگ کو سو دینار دیدو۔ تو علی بن عیسی سو دینار لیکر آئے اور ان بزرگ، جنہوں نے شہد اور گھی کا تقاضا کیا تھا، ان کے لئے دے دئے۔ ساتھ ہی ایک ہزار دینار ابو بکر بن مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کو دیئے کہ آپ اتنی زبردست خبر لیکر آئے ہیں کہ میرا درود و سلام نبی ﷺ سنتے ہیں تو آپ میری طرف سے یہ قبول کریں۔ تو انھوں نے آگے سے کہا کہ خواب میں نبی ﷺ نے صرف سو دینار فرمائے ہیں، میں اس سے زیادہ نہیں لونگا، یہ ایک ہزار آپ واپس رکھ لیجئے۔

تو پتہ چلا کہ مومن جو درود پڑھتا ہے وہ نبی ﷺ تک پہنچایا جاتا ہے اور جو شخص کثرت سے درود پڑھتا ہے، نبی ﷺ اس سے ذاتی محبّت فرماتے ہیں۔

ایک دفعہ درود پڑھنے پر شرابی کی مغفرت

چنانچہ ایک کتاب، نُزہۃ المجالس میں ایک شرابی کا واقعہ ہے۔ اپنے وقت کے ایک بزرگ تھے، ان کے بالکل برابر میں یہ شرابی رہتا تھا۔ ہر وقت شراب کے نشے میں ڈوبا رہتا تھا۔ وہ بزرگ پڑوسی ہونے کے ناطے سمجھتے تھے کہ میرا حق بنتا ہے کہ میں اس کو سمجھاؤں۔ چنانچہ بار بار اس کے پاس جاتے اور اس کو نصیحت کرتے کہ تو توبہ کر لے اور تو

اس راستے کو چھوڑ دے۔ مگر وہ شرابی کبھی نہ مانتا اور اسی طرح زندگی گزرتی گئی حتیٰ کہ یہ شرابی فوت ہو گیا۔ کچھ عرصے بعد ان بزرگ نے اس شرابی کو خواب میں دیکھا کہ یہ تو جنّت کی سیر کر رہا ہے۔ حیران ہو کر خواب میں اس سے پوچھنے لگے کہ دنیا میں تیرا اتنا بُرا حال تھا، میں تجھے کہتا رہتا اور تو نے توبہ نہیں کی اور اب تو یہاں کیسے پہنچ گیا؟ تو اس نے خواب میں جواب دیا کہ ایک دفعہ میں ایک محدث کی مجلس میں گیا اور اس مجلس میں میں نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث سنی۔ جیسے ہی حدیث سنی تو میں نے بلند آواز میں درود پڑھا اور پوری مجلس نے بھی مجھے سنتے ہی اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھا۔ اللہ تعالیٰ نے میرا یہ عمل قبول فرمایا اور میرے تمام گناہوں کو معاف فرما دیا۔ جب ایک شرابی نے خلوصِ دل سے ایک مرتبہ درود پڑھا اور اس کی مغفرت اس کی وجہ سے کر دی گئی۔ تو اللہ کی رحمت سے کیا بعید ہے کہ ہم اگر ہر روز پابندی سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھیں جس ترتیب پر ہمارے مشائخ نے فرمایا ہے تو اللہ ہماری بھی مغفرت کر دے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں کثرت سے درود پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچی محبت نصیب فرمائے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِين

فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ

تم لوگ پڑھ لیا کرو جتنا قرآن آسانی سے پڑھا جاسکے

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کا

تیسرا معمول

تلاوتِ قرآنِ کریم

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
1	تیسرا معمول : تلاوتِ قرآنِ کریم	43
2	ایمان اور تلاوتِ قرآن کا گہرا تعلق	43
3	ہمارے اکابرین نے کثرت سے قرآن کی تلاوت کی	45
4	• امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا رمضان میں کثرت سے تلاوت کرنا	45
5	• امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے دورانِ سفر 16 دن میں 16 قرآنِ پاک ختم کیے	45
6	• 20 سال سے قرآنی آیات میں گفتگو کرنے والی عورت	46
7	تلاوتِ قرآن کے فوائد	47
8	i. باطنی بیماریوں سے شفا	47
9	• ایک امریکن پروفیسر قرآن پڑھ کر مسلمان ہو گیا	48
10	ii. ظاہری بیماریوں سے شفا	50
11	• سورۃ فاتحہ کی برکت	50
12	• قرآن کے ذریعے کینسر کا علاج	51
13	iii. برکت کا حاصل ہونا	54
14	iv. عزتیں ملنا	55
15	• خلافتِ عثمانیہ کے پیچھے قرآن کی برکت	56

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی : اَمَّا بَعْدُ

أَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ یَتْلُوْنَہٗ حَقَّ تِلَاوَتِہٖ اُولٰٓئِکَ یُؤْمِنُوْنَ بِہٖ

سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لئے تیسرا معمول جو مشائخ نقشبند نے بتایا ہے وہ ہے قرآنِ پاک کی تلاوت۔

ایمان اور تلاوتِ قرآن کا گہرا تعلق

عربی کا مشہور مقولہ ہے کَلَامُ الْمُلُوْکِ، مُلُوْکُ الْکَلَامِ

یعنی بادشاہوں کا کلام، کلاموں کا بادشاہ ہوتا ہے۔

قرآن کریم اللہ رب العزت کا مبارک کلام ہے اور یہی وجہ ہے کہ اسے باقی ہر کلام پر فوقیت

حاصل ہے۔اسی لئے اللہ تعالیٰ نے نہ صرف اس کلام پر ایمان لانے کا حکم فرمایا بلکہ اس کلام کو کثرت سے تلاوت کرنے کا بھی حکم فرمایااور ساتھ ہی اس کثرتِ تلاوت کو ایمان کی نشانی قرار دیا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ [1]

تَرْجَمَہ : جن لوگوں کو ہم نے کتاب عنایت کی ہے، وہ اس کو (ایسا) پڑھتے ہیں جیسا اس کے پڑھنے کا حق ہے۔یہی لوگ اس پر ایمان رکھنے والے ہیں۔

اس آیت سے پتہ چلا کہ جو اللہ کے کلام سے زیادہ دل لگاتا ہے، یہی وہ شخص ہے جو اس پر زیادہ ایمان رکھتا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا

فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ [2]

تَرْجَمَہ : تم لوگ پڑھ لیا کرو جتنا قرآن آسانی سے پڑھا جا سکے۔

یعنی کچھ نہ کچھ قرآن کی تلاوت کرنا ضروری ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم فرمایا ہے۔ اس لئے مشائخ نے ایک ترتیب بنادی کہ ہر روز ایک پارہ پڑھنا ہے۔ جس کی مصروفیت ہے وہ آدھا پارہ پڑھ لے۔جو اور بھی زیادہ مصروف ہے وہ پاؤ پارہ پڑھ لے مگر کچھ نہ کچھ قرآن پاک کی تلاوت روزانہ پابندی سے کرتا رہے۔

---

1. البقرة 121
2. المزمل 20

ہمارے اکابرین نے کثرت سے قرآن کی تلاوت کی

ہمارے اکابرین نے قرآن پاک کی تلاوت کثرت سے کی ہے اور قرآنِ پاک سے تعلق کی مثالیں قائم کر دیں۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا رمضان میں کثرت سے تلاوت کرنا

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں آتا ہے کہ رمضان المبارک میں ٹریسٹھ (63) مرتبہ قرآن پاک مکمل فرماتے۔ ایک قرآن رات میں مکمل کرتے، ایک قرآن دن میں مکمل کرتے۔ تو اس طرح تیس دن میں ساٹھ قرآن یوں مکمل کرتے اور اور اپنی مسجد میں قرآن سناتے تراویح میں تو تین قرآن اس میں مکمل کرتے۔ اس طرح پورے رمضان میں ٹریسٹھ (63) مرتبہ قرآن پاک مکمل فرماتے۔

امام شافعی نے دورانِ سفر 16 دن میں 16 قرآن پاک ختم کیے

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ سفر کیا۔ اس وقت سفر اونٹوں پر ہوتا تھا۔ پورا راستہ طے کرنے میں تقریباً 16 دن لگتے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ سفر کیا اور 16 دن میں 16 قرآن پاک ختم کیے۔ ہر وز ایک قرآن تلاوت فرماتے۔ اس ذوق شوق سے ہمارے بڑوں نے قرآن پاک کی تلاوت کی ہے۔

20 سال سے قرآنی آیات میں گفتگو کرنے والی عورت

عرب کی ایک بوڑھی عورت تھی جو بیٹوں کے ساتھ حج کرنے گئی، حج سے واپسی پر قافلے سے بچھڑ گئی اور صحرا میں گم ہو گئی۔ ایک آدمی کی نظر اس عورت پر پڑی تو سوچا کہ یہ بوڑھی عورت ہے ہو سکتا ہے کہ گم ہو گئی ہو تو وہ اس کے قریب گیا اور پوچھا کہ اماں! کیا گم ہو گئی ہو؟ تو جواب آیا ﴿مَنۡ یُّضۡلِلِ اللّٰہُ فَلَا ہَادِیَ لَہٗ﴾[1] یعنی جسے اللہ گمراہ کر دے اسے کوئی راہ دکھانے والا نہیں ۔قرآن کی یہ آیت پڑھی تو وہ سمجھ گیا کہ یہ عورت واقعی گم ہو گئی ہے۔ پھر اس نے پوچھا کہ کیا تم حج کرنے کے لئے آئیں تھیں۔ اس نے پھر قرآن کی ایک آیت پڑھی ﴿وَاَتِمُّوا الۡحَجَّ وَالۡعُمۡرَۃَ لِلّٰہِ﴾[2] کہ حج اور عمرہ صرف اللہ کے لئے کرو۔ تو وہ پھر سمجھ گیا کہ یہ حج کرنے کے لئے آئی تھی۔ کہتا ہے کہ میری حیرانگی کی انتہا نہ رہی کہ راستے میں چلتے ہوئے میں نے اس سے جتنے بھی سوالات پوچھے، جواب قرآن کی آیت ہی سے دیتی۔ حتیٰ کہ سامنے ایک قافلہ نظر آیا تو اس سے پوچھا کہ اماں اپنے بیٹوں کے نام بتاؤ کہ میں ان کو ڈھونڈوں اور تمہیں ان تک پہنچا دوں ۔ اماں نے جواب دیا ﴿اِبۡرٰہِیۡمَ وَاِسۡحٰقَ وَیَعۡقُوۡبَ﴾[3] قرآن کی یہ آیت پڑھی تو میں سمجھ گیا کہ یہ اس کے بیٹوں کے نام ہیں۔ قافلہ کے قریب جا کر میں نے یہ نام پکارے تو تین نوجوان آئے۔ میں نے ان تینوں کو پورا معاملہ بتایا اور انہیں ان کی والدہ سے ملوا دیا۔ بیٹے بڑے خوش ہوئے اور

---

1. الاعراف 186
2. البقرۃ 196
3. ص

میرے لئے کھانے کا انتظام بھی کیا۔ میں نے کھانا کھایا اور کھانے کے بعد کہا کہ تمہاری والدہ تو میرے ہر سوال کا جواب صرف قرآن کی آیات کے ذریعے سے ہی دے رہیں تھیں اور اس کے علاوہ انہوں نے پورے سفر میں کوئی گفتگو ہی نہیں کی۔ بیٹے نے کہا کہ آپ حیران ہیں کہ پورے سفر میں ہماری والدہ نے قرآن کے علاوہ کوئی بات نہیں کی حقیقت تو یہ ہے کہ پچھلے بیس سالوں سے ہماری والدہ نے قرآن کے علاوہ اور کوئی کلام کیا ہی نہیں۔ قرآن سے ایسا والہانہ تعلق رکھنے والے لوگ بھی گزرے ہیں۔ کل جب اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ قرآن کی تلاوت کا حق ادا کرنے والے سامنے آئیں تو ایسے لوگ سامنے آجائیں گے۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ ہم اس وقت کیا منہ دکھائیں گے۔

تلاوتِ قرآن کے فوائد

اللہ تعالیٰ کے مبارک کلام کے بہت سے دینی، دنیاوی اور اخروی فوائد ہیں۔ جو شخص بھی اس مبارک کتاب سے تعلق مضبوط کرے گا، اس کے ثمرات اپنی آنکھوں سے دیکھے گا۔ چنانچہ تلاوتِ قرآن کے چند فوائد یہ ہیں:

أ. باطنی بیماریوں سے شفا

تلاوتِ قرآن کا پہلا فائدہ یہ ہے کہ اس کی تلاوت سے انسان کی باطنی بیماریاں دور ہو جاتی ہیں۔ حدیثِ پاک میں آتا ہے کہ:

إِنَّ هَذِهِ الْقُلُوبَ تَصْدَأُ، كَمَا يَصْدَأُ الْحَدِيدُ إِذَا أَصَابَهُ الْمَاءُ " قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ، وَمَا

جِلَاؤُھَا؟ قَالَ: "کَثْرَۃُ ذِکْرِ الْمَوْتِ وَتِلَاوَۃُ الْقُرْآنِ" (1)

ترجمہ: بے شک ان دلوں پر زنگ لگ جاتا ہے جیسے لوہے کو زنگ لگتا ہے جب اس پر پانی لگتا ہے۔ پوچھا گیا: یارسول اللہ ﷺ کیا چیز اس کو صاف کرتی ہے؟ فرمایا: موت کو کثرت سے یاد کرنا اور قرآن کی تلاوت کرنا۔

پتہ چلا کہ انسان کا دل لوہے کی مانند ہے۔ جس طرح لوہے کو زنگ لگ جاتا ہے۔ اسی طرح انسان کا دل بھی زنگ آلود ہو جاتا ہے۔ زنگ لگنے کا مطلب یہ ہے کہ دل بیمار ہو جاتا ہے اور اس بیماری کی کئی وجوہات ہوتی ہیں مثلاً یہ کہ کبھی اس دل پر دنیا، مخلوق اور نامحرم کی محبت غالب آجاتی ہے اور کبھی دوسری مہلک باطنی بیماریاں اس دل کو جکڑ لیتی ہیں جیسے حرص، بخل، شہوت، تکبر، حسد اور کینہ وغیرہ۔ ان سے چھٹکارا حاصل کرنے کا ایک موثر طریقہ یہ ایک کہ انسان قرآن پاک کی تلاوت کرے۔

ایک امریکن پروفیسر قرآن پڑھ کر مسلمان ہو گیا

امریکہ میں ایک یونیورسٹی ہے یونیرسٹی آف کینسز۔ وہاں کے ایک پروفیسر صاحب تھے ڈاکٹر جیفر۔ جس زمانے میں ہم وہاں پڑھ رہے تھے تو انکا تذکرہ آیا کہ اس نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ ہم بڑے حیران ہوئے کہ Mathematics ریاضی کا پروفیسر ہے اور اس نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ پھر اسلام قبول کرنے کے بعد اس نے ایک کتاب لکھی اپنے تجربات کے بارے میں کہ اس نے کیسے اسلام قبول کیا۔ اس کتاب کا نام تھا

(1) شعب الإیمان ج3ص392

Struggling to surrender ۔ ہم نے پڑھنے کے لئے وہ کتاب منگوائی۔اس میں اس پروفیسر نے اپنے بارے میں لکھا تھا کہ میری کلاس میں کچھ طلباء تھے جو کہتے تھے کہ قرآن صرف ایک کتاب ہی نہیں بلکہ یہ اللہ کا کلام ہے اور اللہ کے الفاظ ہیں۔ میں اس بات سے بڑا متاثر ہوتا تھا کہ یہ اللہ کے الفاظ ہیں (Word of GOD)ہیں۔ میں قرآن پاک کا ایک ترجمہ لے آیا کہ دیکھوں تو صحیح کہ یہ اللہ کے الفاظ ہیں کیا؟

میں نے جب ترجمہ ویسے ہی درمیان سے کھولا تو میں حیران ہوا کہ یہ زبردست نصیحت ہے۔ پھر تو میں نے فیصلہ کر لیا کہ میں اس کو شروع سے آخر تک مکمل پڑھوں گا اور میں نے پڑھنا شروع کر دیا۔ میں پڑھتا اور حیران ہوتا کہ واقعی اس کتاب میں کوئی خاص بات ہے کہ یہ میرے دل پر اس قدر اثر کرتی ہے۔ حتی کہ میں اس کتاب کو چھوڑ نہیں پاتا اور میرا یہ معمول بن گیا کہ میں پورا دن انتظار کرتا کہ میرا کام کب ختم ہو گا تو میں گھر جاؤں اور اس کلام کو پڑھوں۔ میں اسے ہر روز پڑھتا اور ہر روز اسکے اندر سے ایسی عجیب و غریب نصیحت نکلتی جو میرے دل کے آر پار ہوتی۔ کہنے لگا کہ دو تین مہینے گزرے اور میں اس نتیجے پر پہنچا کہ میں اس کلام کو پڑھ نہیں رہا بلکہ یہ کلام مجھے پڑھ رہا ہے۔ کہنے لگا پس جب میں اس نتیجے پر پہنچا تو میں نے بغیر کسی مسلمان کے دعوت دیئے صرف اس کلام کی برکت سے اللہ کی وحدانیت کو اور اسلام کی حقّانیت کو قبول کر لیا۔

معلوم ہوا کہ یہ وہ کلام ہے جو دل میں راستے بناتا ہے اور غفلت میں ڈوبے ہوئے لوگوں کو اپنے رب سے ملاتا ہے۔اسلئے مشائخ نے اس کو بہت ہی اہم معمول بنا دیا کہ جو شخص اس اللہ کے قرب کے راستے پر چلنا چاہتا ہے اسکے لئے ضروری ہے کہ وہ ہر روز اس کلام کی تلاوت کرے۔

۱۱. ظاہری بیماریوں سے شفا

قرآنِ کریم کی تلاوت کا دوسرا فائدہ یہ ہے کہ یہ باطنی بیماریوں کے ساتھ ساتھ ظاہری بیماریوں کے لئے بھی شفا ہے۔اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں فرمایا:

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ (1)

ترجمۃ : اور ہم قرآن میں جو کچھ نازل کرتے ہیں وہ مومنوں کے لئے شفا اور رحمت ہے۔

چنانچہ اس طرح کے کئی واقعات ملتے ہیں کتابوں میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کسی بیماری کی شکایت لے کر حاضر ہوتے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان پر قرآن پاک کی کسی سورۃ یا آیت سے دم کرتے۔ایسا کرنے سے وہ بیماری دور ہو جاتی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین خود بھی ظاہری بیماریوں کا علاج قرآن پاک کی تلاوت سے بھی کرتے۔

سورۃ فاتحہ کی برکت

انْطَلَقَ نَفَرٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفْرَةٍ سَافَرُوهَا حَتَّى نَزَلُوا عَلَى حَيٍّ مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ (2)

ایک مرتبہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کسی ایسے دور دراز علاقے میں اللہ کا دین پہنچانے کے لئے گئے جہاں کے لوگوں سے نا آشنائی تھی۔وہ عرب کا ایک قبیلہ تھا،اتفاق سے ان ہی دنوں میں اس قبیلے والوں کے رئیس کو سانپ نے ڈس لیا تھا اور وہ کافی بیمار ہو گیا تھا۔وہاں

---

1. الاسراء 82
2. صحیح البخاری - الإجارة (2156)، صحیح مسلم - السلام (2201)

کے رہنے والے بہت پریشان تھے اس لئے کہ ان کے رئیس کی طبیعت خراب ہوتی جارہی تھی اور کسی علاج سے شفا بھی نہیں ہو رہی تھی۔ انہوں نے جب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو آتے دیکھا تو سوچا کہ یہ لوگ باہر سے آئے ہیں شاید ان کے پاس کوئی علاج ہو تو جا کر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو سارا معاملہ بتایا اور پوچھا کہ آپ میں سے کوئی ہمارے سردار کا علاج کر سکتا ہے ؟ چنانچہ ان میں سے ایک صحابی رضی اللہ عنہ قبیلے والوں کے ہمراہ گئے اور ان کے رئیس پر سورۃ فاتحہ پڑھ کر دم کیا۔ دم کرنا تھا کہ سردار، جو بستر سے اٹھنے پر قدرت نہیں رکھتا تھا، فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور چلنا شروع ہو گیا جیسے کچھ ہوا ہی نہیں تھا۔ تو دیکھیئے قرآن پاک پڑھ کر دم کرنے سے اللہ تعالیٰ نے ظاہری شفا بھی عطا کر دی۔

قرآن کے ذریعے کینسر کا علاج

صوبہ سندھ میں ایک ہندو خاندان ایک ایسی جگہ پر مقیم تھا جہاں مسلمان اور ہندو دونوں ساتھ ساتھ رہتے تھے۔ اس علاقے میں قریب قریب گھر بنے ہوئے تھے اور اس وجہ سے مسلمان اور ہندو بچوں کی آپس میں دوستی بھی ہوتی تھی۔ مسلمانوں کے ایک گھر میں قرآنِ پاک کی تعلیم ہوتی۔ کئی مرتبہ کلاس لگی ہوئی ہوتی تو ایک ہندو بچی بھی آجاتی اور اپنی دوستوں کے ساتھ بیٹھ جاتی۔ بیٹھے بیٹھے وہ بھی کبھی قرآن پڑھ لیتی۔ حتی کہ قرآنِ پاک اس بچی کو اتنا اچھا لگا کہ ہر روز باقی بچیوں کی طرح وہ بھی پڑھنے لگی اور پھر اس کا دل اسلام کی طرف کھنچتا چلا گیا، اس کے دل میں یہ بات آئی کہ میں دینِ اسلام قبول کرلوں اور اس نے کچھ ہی عرصے بعد والدین کو بتائے بغیر اسلام قبول کر لیا۔

اس بات کو کچھ وقت گزرا کہ اس کے والدین نے کہا کہ اب تمہاری عمر بڑی ہو گئی ہے لہذا ہم تمہاری شادی کروانا چاہتے ہیں۔ چنانچہ رشتے داروں میں ایک ہندو لڑکا تھا جس سے شادی طے ہو گئی۔ اب پریشانی کے عالم میں یہ اپنی استانی کے پاس گئی اور ان سے پوچھنے لگی کہ والدین تو میری شادی ایک ہندو لڑکے سے کر رہے ہیں جبکہ میں نے تو اسلام قبول کر لیا ہے۔ استانی نے کہا کہ اگر اس وقت تمہارے والدین کو تمہارے مسلمان ہونے کا بتایا جائے تو وہ تمہیں چھوڑینگے نہیں۔ تم بس اللہ سے مانگتی رہو اور اس قرآن کو جتنا آتا ہے پڑھتی رہو۔ ہم بھی تمہارے لئے دعائیں کرتے ہیں۔

کچھ عرصے میں اس کی شادی ہو گئی اور اس کے بعد ہندو شوہر کے ساتھ رہنے لگی۔ جب وہ کام پر جاتا تو یہ اپنا وقت قرآن اور نماز پڑھنے میں لگاتی اور جب وہ آتا تو اس ڈر کی وجہ سے کہ کہیں یہ مجھ سے نفرت نہ کرے اپنے اسلام کو اس کے سامنے ظاہر نہ کرتی۔

اللہ کی شان کہ کچھ عرصہ بعد اس کا شوہر بیمار ہو گیا۔ ڈاکٹروں نے علاج کرنا شروع کیا مگر جب علاج کا فائدہ نہیں ہوا تو معلوم کرایا گیا کہ اصل بیماری ہے کیا؟ ٹیسٹ وغیرہ ہوئے تو پتہ چلا کہ اس کو تو کینسر ہے اور بیماری اب اپنے آخری stage پر پہنچ گئی ہے اور اب اسکا علاج بھی کوئی فائدہ نہیں دے گا۔ اب اس کے شوہر کو بڑے شہروں میں لے کر آئے اور علاج کروایا مگر شہر کے اندر بھی علاج کا کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ حتیٰ کہ ڈاکٹروں نے کہا کہ اس کے پاس بہت ہی تھوڑا وقت رہ گیا ہے۔

اب تو اس کے گھر کا ہر فرد آنسو بہا رہا ہے اور رو رہا ہے۔ یہ بھی بہت ہی پریشان اور غمگین تھی کہ آخر کو میرا شوہر ہے اور جو چند سال ہم نے گزارے ہیں وہ بہت ہی محبت کے ساتھ گزارے ہیں۔ اس کے دل میں ایک بات آئی اور اس نے جا کر شوہر سے کہا کہ

میرے پاس تمہارے لئے ایک علاج ہے، اگر تم صحت یاب ہوگئے تو میں تمہیں ایک بات کہوں گی اور وہ تمہیں ماننی پڑے گی۔ اس نے کہا کہ ضرور مانوں گا۔

اس بچی نے اپنے طور پر اپنے شوہر کا علاج کرنا شروع کیا۔ علاج شروع کرنے کے پہلے دن پانی پر سورہ فاتحہ کا دم کیا اور شوہر سے کہا کہ جب بھی پانی پینے کی ضرورت ہو تو صرف یہی پانی پینا۔ تو وہ دن رات قرآن کے دم والا پانی پیتا۔ اللہ کی شان، کچھ ہفتے گزرے پھر ٹیسٹ کروایا تو کچھ صورتِ حال بہتر ہوئی اور بہتر ہوتے ہوتے کینسر کا مرض ہی ختم ہوگیا۔

اب شوہر بھی حیران اور بیوی بھی حیران۔ بیوی نے یاد دلایا کہ تمہیں یاد ہے کہ چند مہینے پہلے میں نے تم سے کہا تھا کہ میرے پاس ایک علاج ہے اور اگر تم صحت یاب ہو جاؤ گے تو تم نے میری ایک بات ماننی ہے۔ اس نے کہا کہ ہاں یاد ہے اور بالکل اپنے وعدے میں پکا ہوں۔ کیا بات ہے وہ جو تم منوانا چاہتی ہو۔ اس نے کہا کہ بات یہ ہے کہ تم دینِ اسلام قبول کرلو۔ یہ سن کر اس کا شوہر حیران ہوگیا اور کہا کہ اللہ کی بندی تم بھی ہندو ہو اور میں بھی ہندو ہوں پھر میں کیوں دینِ اسلام قبول کرلوں؟ اس نے کہا کہ میں تو مسلمان ہوں اور تمہیں جو پانی پلایا جس سے تمہیں نئی زندگی ملی وہ اللہ کا کلام ہے جس کو دم کر کے تمہیں پلایا کرتی تھی۔ یہ سننا تھا کہ شوہر نے بھی کلمہ پڑھا اور دینِ اسلام قبول کرلیا۔

پتہ چلا کہ قرآنِ پاک کی تلاوت کرنا ظاہر کے لئے بھی شفا ہے اور باطن کے لئے بھی شفا ہے مگر افسوس کہ آج ہم نے اس مبارک کلام کو بس برکت کے لئے اپنے گھروں میں رکھا ہوا ہے۔

iii. برکت کا حاصل ہونا

تلاوتِ قرآن کا تیسرا فائدہ یہ ہے کہ اس سے انسان کو برکت حاصل ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا:

وَهٰذَا ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ اَنْزَلْنٰهُ[1]

ترجمہ: اور یہ ایک نصیحت ہے برکت کی جو ہم نے اتاری

تو جو بھی اس قرآن کو پڑھے گا اس کو برکت حاصل ہوگی اور جو اس قرآن کو چھوڑ دے گا اور اس سے غفلت برتے گا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اس کی معیشت کو تنگ کر دوں گا۔

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا[2]

ترجمہ: اور جو شخص میری اس نصیحت سے اعتراض کرے گا تو اس کے لیے تنگی کا جینا ہوگا

اسی لئے تو یہ ہوتا ہے کہ دنیا کی ہر سہولت موجود ہوتی ہے مگر پھر بھی دل کو چین نہیں آتا۔ ایک پریشانی ختم نہیں ہوتی دوسری پریشانی سر پر کھڑی ہوتی ہے۔ ہمارے حضرت فرماتے ہیں کہ میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ اتنے امیر امیر لوگ کہ اگر ہر روز اس ملک سے سعودی عرب عمرہ کرنے کے لئے جانا چاہیں تو جا سکتے ہیں مگر ایک مرتبہ بھی اس گھر کو دیکھنے کی توفیق نہیں ہوئی۔ ساتھ ہی دل پریشان، اتنی پریشانی کہ آنسوؤں سے آکر روتے ہیں۔ پھر فرمانے لگے کہ میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ایک مزدور مسجد بنا رہا تھا

---

1. الانبیاء 50
2. طٰہٰ 124

اور مسجد بنانے کے بعد ایک بجے چھٹی ہوئی تو دوپہر کی گرمی، ایک بجے کا وقت ہے اور یہ مزدور گرم مٹی کے اوپر سر رکھ کر آرام سے سورہا تھا۔ تو ایسا سکون اللہ نے اس کو دیا ہوا تھا۔

آج گھروں میں برکت اس لئے نہیں ہے کہ آج گھروں میں قرآن نہیں ہے۔ ہاں، قرآن کا نسخہ ضرور موجود ہو گا لیکن قرآن کے اوپر نہ عمل موجود ہے نہ ہی قرآن کے ساتھ تعلق موجود ہے، نہ قرآن کے پڑھنے کا کوئی معمول اور نہ ہی اسے پڑھانے کا۔

جبکہ نبی ﷺ نے اس کے پڑھنے اور پڑھانے والوں کے بارے میں سرٹیفیکیٹ دے دیا ہے۔ فرمایا:

خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ (1)

ترجمۃ: تم میں سب سے بہتر وہ ہیں جو قرآن پڑھتے ہیں اور پڑھاتے ہیں۔

تو اس لئے بہت بڑی محرومی ہے اس شخص کے لئے کہ جس کے گھر میں اور ہر طرح کی کتابیں تو پڑھی جاتی ہیں اور اگر نہیں پڑھا جاتا تو اس کلامِ پاک کو نہیں پڑھا جاتا گویا کہ اس کلام سے دل لگا یا ہی نہیں جاتا۔ اس لئے ہمیں چاہیئے کہ قرآن پاک کی تلاوت پابندی سے کیا کریں تا کہ اس اعزاز کے بھی مستحق ہوں اور قرآن کی برکات سے بھی محروم نہ ہوں۔

۱۷۔ عزتیں ملنا

قرآن کریم کی تلاوت کا چوتھا فائدہ یہ ہے کہ اس کے ذریعے انسان کو عزتیں ملتی ہیں۔ جو شخص اس قرآن سے زیادہ تعلق رکھنے والا ہو گا۔ اس کی تلاوت کرے گا، اسکا ادب بھی زیادہ کرے گا اور اسے یہ فکر لگی ہو گی کہ کسی بھی طرح اللہ کے مبارک کلام کی بے ادبی نہ ہو جائے۔

---

(1) صحیح البخاری - فضائل القرآن (4739)، سنن الترمذی - فضائل القرآن (2907)

ایسے بندے کو اللہ تعالیٰ عزتیں عطا فرما دیتے ہیں۔

خلافتِ عثمانیہ کے پیچھے قرآن کی برکت

ترکی کے کسی گاؤں میں عثمان غازی نامی ایک شخص رہتا تھا۔اس کی عادت تھی کہ مہمانوں کا بہت اکرام کرتا تھا۔ اگر کوئی مسافر ہوتا، یہ اس کو اپنا مہمان بناتا اور اس کی بڑی خدمت کرتا۔ گاؤں والے جو کہ سب ایک ہی قبیلے کے تھے، بہت پریشان ہوتے کہ یہ باہر کے بندے کو اندر کیوں لاتا ہے۔ وہ اجنبی لوگوں کا اپنے گاؤں میں آنا پسند نہیں کرتے تھے۔ اس کو منع کرتے کہ ہر کسی کو گاؤں میں مت لایا کرو۔ مگر عثمان تھا کہ مانتا ہی نہیں تھا۔ وہ قریب کے کسی شیخ کی تربیت میں تھا اور وہ اسے قرآن اور حدیث سناتے تو اس کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی تھی جو بھی مہمان ہو اس کا اکرام کرنا ہے۔ آخر کار گاؤں والوں نے فیصلہ کیا کہ اب اگر یہ کسی اجنبی کو لے کر آیا تو ہم اسے گاؤں سے نکلنے کے لئے کہہ دیں گے چند دن بعد ایک مہمان آیا اور عثمان ہمیشہ کی طرح اسے گاؤں میں لے آیا۔ گاؤں والوں نے پہلے عثمان کو خوب پیٹا اور پھر کہا کہ یہاں سے نکل جاؤ۔ اب جب گاؤں والوں نے نکال دیا تو اس کے دل میں خیال آیا کہ چند کلو میٹر دور میرے شیخ کا گاؤں ہے میں ان کے پاس چلا جاتا ہوں۔ ان کے پاس جا کر یہ معاملہ بتایا تو شیخ نے فرمایا کہ ابھی تو رات ہے اس لئے آرام کرلو، کل صبح تفصیل سے بات کریں گے اور کچھ تجویز کرینگے۔

وہ مہمان خانے میں جا کر سو گیا۔ اس کا یہ معمول تھا کہ تہجد میں نفلیں پڑھتا، دعائیں کرتا اور قرآنِ پاک کی تلاوت کرتا۔ اس نے اٹھ کر نوافل پڑھے پھر قرآن کی تلاوت کرنے کے لئے قرآن ڈھونڈنے لگا۔ ڈھونڈتے ڈھونڈتے پتہ چلا کہ قرآن اس طرف رکھا

تھا جس طرف رات میں سوتے ہوئے اس کے پاؤں تھے۔ رات بھر اسی حالت میں لیٹا رہا اور اسے پتہ نہ چل سکا کیونکہ قرآن الماری میں رکھا ہوا تھا۔ جب اسے اس بات کا پتہ چلا کہ رات بھر قرآن میرے پیر کے آگے رکھا ہوا تھا تو اس کو بڑا ہی غم ہوا کہ زندگی میں کبھی بھی میں نے اس کلام کی اتنی بے ادبی نہیں کی، اللہ مجھ سے بہت ہی ناراض ہیں کہ میں نے اتنی بڑی بے ادبی کر دی۔ تو اس کو بہت ندامت ہوئی اور آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔ جب اس بے ادبی کا احساس اور بھی زیادہ بڑھا تو نفلیں پڑھنا شروع کر دیں اور خوب روتا رہا اور اللہ سے معافیاں مانگتا رہا۔ یہاں یہ توبہ کر رہا ہے اور وہاں شیخ کو خواب میں زیارت ہوئی اور کسی کہنے والے نے کہا کہ عثمان کو کہو کہ یہاں سے چلا جائے کیونکہ اگر یہ آگے جائے گا تو اسے عزتیں ملیں گی۔ شیخ کی آنکھ کھلی تو انہوں نے عثمان سے فرمایا کہ مجھے اشارہ ہوا ہے کہ تم یہاں سے چلے جاؤ تمہیں آگے عزتیں ملیں گی۔ اب یہ اور رویا کہ وہاں سے گاؤں والوں نے نکال دیا اور یہاں سے شیخ بھی حکم فرما رہے ہیں کہ چلے جاؤ۔ پریشانی میں یہ نکل پڑا۔ تھوڑا ہی آگے گیا تھا کہ دس پندرہ نورانی چہروں والے نوجوان نظر آئے جو حقیقتاً بڑے نیک تھے۔ سامنا ہوا تو انہوں نے کہا کہ ہم یہاں دس پندرہ ساتھی ہیں اور ہم سب یہ نیت کر چکے ہیں کہ اب ہم اپنی پوری زندگی دین کے لئے وقف کرینگے۔ مگر ہم میں سے کوئی امیر نہیں بننا چاہ رہا تھا تو ہم نے فیصلہ کیا تھا کہ کل جو پہلا شخص شہر سے باہر آئے گا وہ ہمارا امیر ہو گا۔ آپ ہی وہ پہلے شخص ہیں اس لئے آپ ہمارے امیر ہیں۔ عثمان بھی راضی ہو گیا اور یہ سب آگے چل پڑے۔

چنانچہ جس گاؤں سے ان کا گزر ہوتا دوسرے لوگ دیکھتے کہ نیک نوجوان ہیں تو ان سے پوچھتے کہ کہاں جا رہے ہو؟ یہ کہتے کہ ہم نے اپنی زندگیاں دین کے لئے وقف

کر دی ہیں بس اللہ کے دین کے لئے جا رہے ہیں تو ہر گاؤں سے کچھ اور نوجوان بھی ان کے ساتھ مل جاتے اور یوں یہ ایک بہت بڑی جماعت بن گئی جس کی تعداد ہزاروں میں تھی۔

ع میں اکیلا ہی چلا تھا جانبِ منزل مگر

لوگ ساتھ آتے گئے اور کارواں بنتا گیا

ایک عیسائی ملک تھا جس کا بادشاہ بھی بوڑھا عیسائی تھا۔ وہاں کے لوگ اکثر مسلمانوں کو پریشان کرتے۔ عثمان اور اس کی جماعت نے اس ملک کی سرحد کے قریب جانے کا ارادہ کیا کہ اب اگر انہوں نے مسلمانوں کو تنگ کیا تو ہم ان کے ساتھ جہاد کرینگے۔ جب اس ملک کے لوگوں نے اتنے زیادہ نوجوان آتے دیکھے تو بادشاہ کو اطلاع دی کہ اتنے زیادہ جذبے والے نوجوان آرہے ہیں اور ہو سکتا ہے کہ وہ آکر حملہ ہی کر دیں۔ بادشاہ خود یہ چاہتا تھا کہ لڑائی والا کوئی معاملہ نہ ہو اس لئے کہنے لگا کہ میں نوجوانوں کے ہزاروں کے دستے سے نہیں لڑ سکتا تو ان سے مصالحت کر لیتے ہیں۔ عثمان بادشاہ کے پاس گیا تو بادشاہ نے عثمان کو اپنے اعتماد میں لینے کے لئے عثمان کے نکاح میں اپنی اکلوتی بیٹی دینے کی پیشکش کی۔ اس نے کہا کہ تمہاری بیٹی سے شادی تو اس وقت کروں گا جب یہ مسلمان ہو جائے۔ بیٹی نے دینِ اسلام قبول کیا اور عثمان نے اس سے شادی کر لی۔ شادی کے کچھ عرصے بعد بادشاہ فوت ہو گیا، لوگوں کو تخت کے لئے عثمان سے اچھا کوئی نظر نہیں آیا تو انہوں نے اس کو اپنا بادشاہ بنا دیا۔ یہی وہ عثمان تھا جس کے نام پر خلافتِ عثمانیہ بنی۔ کہتا تھا کہ مجھے قرآن کے احترام کی وجہ سے اللہ نے عزتیں دی ہیں۔ ایک رات قرآن کی بے ادبی پہ رویا اور اللہ نے یہ عزتیں دیں۔ اب اس قرآن کو پورے ملک کے کونے کونے پر لاگو کروں گا۔ چنانچہ ملک کے تمام قانون، قرآن کے حکم کے مطابق تھے اور صرف یہی نہیں کہ قانون قرآن کے مطابق چلتا تھا بلکہ

فیصلہ ہونے سے پہلے قرآن کو عدالت میں لایا جاتا اور سب لوگ قرآن کی تعظیم میں کھڑے ہوتے اور جب فیصلہ مکمل ہوتا تو پھر قرآن کو اٹھا کر لے جاتے پھر مجلس برخاست ہوتی۔ تو ایک نوجوان جس نے اللہ کے قرآن کا ادب کیا اللہ نے اس کو دنیا میں خلافت قائم کرنے کا سبب بنا دیا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ قرآن کے ذریعے سے مومن کو عزتیں ملتی ہیں۔
در حقیقت یہ وہ کتاب ہے جو انسان کو فرش سے اٹھا کر عرش تک پہنچاتی ہے۔
دعا ہے کہ اللہ ہمیں بھی اس کتاب کو اپنے سینے سے لگانے کی توفیق عطا فرمائے اور پابندی سے اس کی تلاوت کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِين

إِنَّهُ لَقُرْآنٌ كَرِيمٌ

فِي كِتَابٍ مَكْنُونٍ

لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ

تَنْزِيلٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ

وَاذۡكُرِ اسۡمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلۡ اِلَيۡهِ تَبۡتِيۡلًا

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کا

چوتھا معمول

مراقبہ

مشائخ نقشبندیہ نے اس کا طریقہ یہ بتایا ہے کہ دن میں 10، 15 منٹ کے لئے ہر چیز سے ہٹ کٹ کر، ایک جگہ پر بیٹھ کر اور آنکھیں بند کر کے اللہ تعالیٰ کو یاد کرے۔

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
1	**چوتھا معمول: مراقبہ**	64
2	**مراقبہ: اللہ کو ہٹ کٹ کر یاد کرنا**	64
3	**مراقبہ کرنے کے فوائد**	65
4	1. اللہ کی یاد سے روحانی بیماریوں کا علاج	65
5	• دل کی بیماریاں کیا ہوتی ہیں؟	66
6	• ذکر کی جتنی پابندی، اتنا فائدہ	66
7	• ذکر کی پابندی کے ساتھ یکسوئی بھی ضروری	67
8	○ حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کا ذکر کا معمول	67
9	2. مراقبہ سے اللہ کی محبت کا حصول	68
10	• حضرت مجدد الف ثانیؒ: ذکر اللہ سے محبت الٰہی کا حصول	69
11	○ دو بزرگوں کی اللہ سے دیوانہ وار محبت	69
12	• اللہ کی محبت جانچنے کا طریقہ	70
13	3. اللہ کی یاد کا اثر دوسروں پر	70
14	• دار العلوم کا سنگِ بنیاد کثرتِ ذکر کرنے والے نے رکھا	71
15	• ذاکر کی دعوت کھانے سے نماز میں خشوع	71
16	• منّے شاہ پر اللہ کی یاد کا غلبہ	72
17	4. اللہ کی یاد سے شیطانی وساوس دور	72
18	5. ذکر کرنے والے کو اللہ کی معیّت نصیب	73

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
19	• حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ اور محبتِ الٰہی	74
20	• حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ پر اللہ کے ذکر کے اثرات	77

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی : أَمَّا بَعْد

أَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَاذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ وَتَبَتَّلْ اِلَیْہِ تَبْتِیْلًا

سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے معمولات میں سے چوتھا معمول ہے مراقبہ۔

مراقبہ: اللہ کو ہٹ کٹ کر یاد کرنا

مراقبہ ماخوذ ہے رقیب سے، جس کے معنی منتظر کے ہیں۔ تصوف کی اصطلاح میں مراقبہ کہتے ہیں اللہ کی رحمت کے انتظار میں بیٹھنا۔ مشائخ نقشبندیہ نے اس کا طریقہ یہ بتایا ہے کہ دن میں 10، 15 منٹ کے لئے ہر چیز سے ہٹ کٹ کر، ایک جگہ پر بیٹھ کر اور آنکھیں بند کر کے اللہ تعالیٰ کو یاد کرے۔ یہ سوچیں کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت میرے دل میں آرہی ہے اور میرے دل میں سما رہی ہے۔ میرے دل کی سیاہی اور ظلمت دور ہو رہی ہے اور

میرا دل اللہ اللہ اللہ کہہ رہا ہے۔ یہ ہٹ کٹ کے ذکر کرنا ہی مراقبہ کہلاتا ہے اور اللہ تعالی کو ہٹ کٹ کے یاد کرنا قرآنی حکم ہے

چنانچہ اللہ پاک نے اپنے مبارک کلام میں فرمایا:

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا [1]

ترجمہ: ذکر کر اپنے رب کے نام کا ہٹ کٹ کر ذکر کر جیسے ہٹنے کٹنے کا حق ہوتا ہے۔

اللہ پاک نے صرف ہٹ کٹ کر ذکر کرنے کا حکم نہیں فرمایا بلکہ فرمایا کہ ہٹ کٹ کے ایسے ذکر کرو جیسے ہٹ کٹ کے ذکر کرنے کا حق ہوتا ہے، تو مشائخ نے یہ معمول بنادیا کہ اپنے دل میں اللہ کو یاد کریں۔

مراقبہ کرنے کے فوائد

دنیا کے بادشاہوں سے اگر ملنا ہو تو انتظار کرنا پڑتا ہے۔ اللہ رب العزّت تو سب بادشاہوں کے بھی بادشاہ ہیں۔ اس لئے اللہ تک پہنچنے کے لئے بھی انتظار کرنا پڑتا ہے اللہ کی یاد اور اس کے ذکر میں بیٹھنا درحقیقت اللہ سے ملاقات کا انتظار ہے۔ یہ انتظار کرنے والا ہی اللہ تک پہنچتا ہے۔ چنانچہ اللہ کی یاد کے بہت سے فوائد ہیں۔

1۔ اللہ کی یاد سے روحانی بیماریوں کا علاج

اللہ کی یاد کا پہلا فائدہ یہ ہے کہ انسان کی روحانی بیماریاں دور ہو جاتی ہیں۔ آج کے زمانے میں

---

1 سورۃ المزمل 8

کسی کو دل کا مرض ہو تو اسے کہا جاتا ہے کہ HeartSpecialist کے پاس جائیں پھر وہ علاج بھی کرتا ہے اور مرض کے مطابق دوا بھی تجویز کرتا ہے۔ اسی طرح اس روحانی دل کے specialist نبی ﷺ نے امت کو چودہ سو سال پہلے بتادیا کہ دل کی بیماری کا علاج کیا ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا

ذِکرُ اللہِ شِفاءُ القُلوبِ[1] ترجمہ: اللہ کی یاد میں دلوں کی شفا ہے۔

جس طرح ظاہری بیماریاں دوا لینے سے ٹھیک ہو جاتی ہیں اسی طرح دل کی بیماریاں اللہ کے ذکر سے ٹھیک ہوتی ہیں۔

دل کی بیماریاں کیا ہوتی ہیں؟

دل کی بیماریاں، دل کے وہ ناپسندیدہ جذبات ہوتے ہیں جن کو ظاہر کی آنکھ سے دیکھا نہیں جاسکتا۔ مگر یہ جذبات اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں بہت بڑے گناہ ہیں جیسے عُجب، تکبّر، حسد، غصہ، بخل، کینہ، شہوت، غیر اللہ کی محبت وغیرہ۔

ذکر کی جتنی پابندی اتنا فائدہ

جو شخص بھی چاہے کہ دل کی بیماریوں سے چھٹکارا حاصل ہو اسے ذکر کرنا پڑے گا۔ لیکن ذکر کا بھی اصل فائدہ اس وقت ہو گا جب پابندی سے کیا جائے۔ کسی بندے کو اگر بخار ہو جائے اور ڈاکٹر کے پاس جائے تو وہ دوا بتانے کے ساتھ ساتھ مقدار بھی بتادیتے ہیں کہ فلاں anti biotic پانچ دن تک ہر روز تین مرتبہ لینی ہے۔ اب اگر کوئی شخص کہے کہ میں پانچ

[1] كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال 1751 – ج1 ص414

دن تک تو نہیں لونگا، میں ایک دن چھوڑ کر ایک دن لونگا، اور تین مرتبہ نہیں ایک مرتبہ لونگا ایسے بندے کی بیماری ٹھیک نہیں ہو گی کیونکہ اس دوا کے لینے میں مقدار کا بڑا ہاتھ ہے۔ اسی طرح جب مشائخ بتائیں کہ ہر دن اتنا اتنا ذکر کرنا ہے اور سالک تین چار دن میں ایک بار کرے گا تو وہ جو Desired Effect آنا ہے کہ دل میں اللہ کی محبت آجائے، انسان کے دل میں گناہوں سے بچنے کا جذبہ پیدا ہو جائے اور دل کی بیماریاں ختم ہو جائیں یہ Effect نہیں آسکتا

ذکر کی پابندی کے ساتھ یکسوئی بھی ضروری

کئی مرتبہ ہم ذکر کرتے تو ہیں مگر بہت ساری چیزوں کے ساتھ کر رہے ہوتے ہیں ذکر بھی ہو رہا ہوتا ہے اور دوسرا کام بھی ہو رہا ہوتا ہے یا تسبیح بھی پڑھ رہے ہیں اور ساتھ ساتھ باتیں بھی چل رہی ہیں۔ اس طرح کرنے سے ذکر کا حقیقی فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ ذکر کرنے کا ثواب تو مل جائے گا لیکن وہ قلب کی شفا والا معاملہ ادھورا رہ جائے گا۔ ہمارے مشائخ کا ذکر کا معمول بھی ہوتا اور خوب یکسوئی کے ساتھ ہٹ کٹ کے کرتے۔

حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ کا ذکر کا معمول

حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ کے بارے میں آتا ہے کہ آپ فجر کی نماز کے بعد ایک گھنٹہ اپنے کمرے میں جا کر کنڈی لگا لیتے اور ہٹ کٹ کے ذکر فرماتے۔ یہ ان کی زندگی بھر کا معمول تھا۔ حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ ان کے شاگردوں میں سے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ سبق کا کوئی سوال پوچھنے فجر کی نماز پڑھنے کے بعد ان کے پاس چلے گئے۔ حضرت کا دروازہ بند تھا۔

چنانچہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ میں باہر کھڑا ہو گیا، سردی کے دن تھے اور سردی اتنی تھی کہ میں ٹھٹھر رہا تھا۔ مجھے اندر سے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی آوازیں آرہی تھی۔ حضرت اندر ذکر کر رہے تھے اور جب ایک گھنٹہ گزر گیا تو حضرت نے دروازہ کھولا۔ میں نے حضرت کے مبارک چہرے پر دیکھا کہ سر کے اوپر پسینہ نظر آرہا تھا کہ یہ اتنی یکسوئی کے ساتھ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا ذکر کر رہے تھے۔

آج تو ہمارا یہ معاملہ ہے کہ تھوڑا سا کوئی کام پڑ جائے، سب سے پہلے ذکر کو ہی ہم چھوڑ دیتے ہیں۔ کوئی دوست ملنے آگیا تو ذکر کا ناغہ اور فلاں صاحب کے گھر جانا ہے تو معمول ختم۔ جبکہ ہمارے مشائخ اپنے معمول کے پکے تھے اور جو وقت مقرر کرتے، ایسا ہو نہیں سکتا تھا کہ اس وقت میں نہ کریں کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ جب مقدار کے مطابق کرینگے تب اثر ہو گا۔

2. مراقبہ سے محبتِ الٰہی کا حصول

اللہ کی یاد کا دوسرا فائدہ یہ کہ اللہ کی محبت حاصل ہوتی ہے۔ ہمارے حضرت فرماتے ہیں کہ ذکر سے ذات کی محبت پیدا ہوتی ہے۔ یعنی جس کا ذکر زیادہ کرینگے اس کی محبت غالب آجائے گی۔ اس لئے جو شخص اللہ کو کثرت سے یاد کرتا ہے اسے ہی اللہ کی محبت ملتی ہے۔ یا یوں کہہ لیں کہ اللہ کی محبت کی ایک نشانی یہ ہے کہ وہ شخص اللہ کو یاد کرتا ہو گا۔ اس لئے جو اللہ کے ذکر کی پابندی نہیں کرتا وہ اللہ کی محبت کی امید بھی نہ کرے چاہے وہ اس کے علاوہ کوئی اور معمول کرتا رہے۔

حضرت مجدد الف ثانی : ذکر اللہ سے محبت الٰہی کا حصول

چنانچہ امام مجدد حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ کا مشہور قول ہے

مَن لَّا وِرۡدَ لَہٗ لَا وَارِدَ لَہٗ

جسکا کوئی ورد کرنے کا معمول نہیں اسکے اوپر اللہ کی محبت کی وارداتیں بھی نہیں ہوتی۔ یعنی جو شخص پابندی کے ساتھ ذکر اذکار کرنے کا معمول نہیں بناتا اسے اللہ کی محبت کی حلاوت نہیں ملے گی۔ اب چاہے وہ جس سلسلے کا بھی ہو، جس طرح کی بھی دین کی محنت کر رہا ہو اگر اللہ کو پابندی سے یاد نہیں کرے گا یا بلاواسطہ اللہ کی عبادت کا معمول نہیں بنائے گا تو اللہ کی محبت نصیب نہیں ہو گی۔ اس سے پتہ چلا کہ وہی سالک اس سلوک کے راستے میں کامیاب ہو گا اور اللہ کے قرب کو حاصل کرلے گا جو معمولات پابندی سے کرتا ہو گا۔

دو بزرگوں کی اللہ سے دیوانہ وار محبت

حضرت مولانا فضل علی قریشی رحمۃ اللہ کی خانقاہ مسکین پور شریف میں تھی۔ لوگ وہاں حضرت کے پاس اللہ اللہ سیکھنے آتے تھے اور اسی میں وقت گزارتے۔ ایک مرتبہ لوگوں نے دیکھا کہ مسجد میں دو بوڑھے ایک دوسرے کو جھنجھوڑ رہے ہیں۔ سارے حیران کہ ان دونوں بزرگوں کو کیا ہو گیا۔ ہر وقت اللہ کی یاد میں رہتے تھے مگر آج ان کو یہ کیا ہو گیا۔ تو ایک صاحب نے قریب جا کر دیکھا کہ ان کو ہوا کیا ہے جب قریب جا کر دیکھا تو ایک بزرگ دوسرے کو کہہ رہے تھے کہ اللہ میڈا ہے (اللہ میرا ہے) اور جب دوسرے بزرگ نے یہ سنا تو اس نے بھی جوش میں آکر کہا کہ نہیں اللہ میڈا ہے (اللہ میرا ہے) اور یہ اس بات پر لڑ رہے تھے۔ جب اللہ کو یاد کرنے کا معمول ہوتا ہے تو اللہ کی دیوانہ وار محبت

نصیب ہوتی ہے اور دوسروں کو بھی اس محبت کا ایک اثر نظر آتا ہے۔

اللہ کی محبت جانچنے کا طریقہ

ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ اگر کسی کو دیکھنا ہو کہ اس کے دل میں اللہ کی کتنی محبت ہے تو یہ دیکھا جائے گا کہ وہ اپنے مصلیٰ پر کتنا comfortable ہے۔ جو جتنا زیادہ مصلے پر بیٹھنے کا شوق رکھتا ہے اور جتنا زیادہ اللہ کو یاد کرنے کا شوق رکھتا ہے، اتنا زیادہ اس کے دل میں اللہ کی محبت ہے۔

نبی ﷺ نے فرمایا

الْمُؤْمِنُ فِي الْمَسْجِدِ كَالسَّمَكِ فِي الْمَاءِ [1]

ترجمۃ: مومن مسجد میں ایسا ہی ہوتا ہے جیسے مچھلی پانی میں۔

پتہ چلا کہ اللہ سے محبت کرنے والا وہی ہے جو اللہ کی یاد کے بغیر رہ ہی نہ سکے۔

3. اللہ کی یاد کا اثر دوسروں پر

اللہ کی یاد کا تیسرا فائدہ یہ ہے کہ جو بندہ اس میں پابندی کرتا ہے تو پھر اس یاد کا اثر صرف اس کے اپنے اوپر نہیں ہوتا بلکہ دوسروں کے اوپر بھی ہوتا ہے۔ دوسرے بھی اس سے اللہ کی یاد کا اثر لیتے ہیں۔

---

1. مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح — ج2ص594

دارالعلوم کا سنگِ بنیاد کثرتِ ذکر کرنے والے نے رکھا

حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ نے جب دارالعلوم کی بنیاد رکھی تو فرمایا کہ ایسے بندے سے بنیاد رکھواؤں گا جس نے کبھی گناہ تو کیا گناہ کے بارے میں سوچا بھی نہ ہوگا۔ سارے حیران ہوئے کہ گناہ نہ کرنے والا بندہ بھی بڑی مشکل سے نظر آتا ہے، گناہ کے بارے میں جس نے سوچا بھی نہ ہوگا وہ کون ہوگا۔ چنانچہ انہوں نے حضرت مظفر حسین کاندھلوی رحمۃ اللہ کے ماموں منّے شاہ کو بلایا۔ یہ عالم نہیں تھے پر اللہ کو خوب یاد کرتے تھے۔ ان کے اوپر اللہ کی یاد کا ایسا غلبہ تھا کہ وہ گناہ کو سوچتے بھی نہ تھے۔ ان سے ہی دارالعلوم دیوبند کا سنگِ بنیاد رکھوایا گیا۔

ذاکر کی دعوت کھانے سے نماز میں خشوع

دارالعلوم کے اساتذہ فرماتے ہیں کہ منّے شاہ سال میں ایک مرتبہ ہماری دعوت کرتے تھے۔ ان کا گھاس کاٹنے کا کام تھا۔ اس کام سے وہ تھوڑے پیسے جمع کر کے سال کے آخر میں دارالعلوم کے اساتذہ کی دعوت کرتے تھے۔ دارالعلوم کے اساتذہ فرماتے تھے کہ ہم پورا سال انکی دعوت کا انتظار کرتے تھے۔ ان کی دعوت کھانے کے بعد 40 دنوں تک ہماری نماز کی حضوری میں اضافہ ہو جاتا۔ یہ دراصل اللہ کی یاد کا کرشمہ ہے کہ جو انسان اس کو پابندی سے کرتا رہتا ہے، اس کا اثر اس کے اپنے اوپر بھی ہوتا ہے اور دوسروں پر بھی ہوتا ہے۔

منےؔ شاہ پر اللہ کی یاد کا غلبہ

ایک مرتبہ منےؔ شاہ کے داماد ان کے سامنے آئے۔ان پر اس وقت اللہ کی یاد کا اتنا غلبہ تھا کہ پوچھنے لگے بھئی تم کون ہو؟ انہوں نے آگے سے کہا حضرت میں عبد اللہ ہوں۔ انہوں نے کہا عبد اللہ، اللہ کے بندے تو سارے ہوتے ہیں تم کون ہو؟ جواب دیا کہ حضرت آپکا داماد عبد اللہ، تو حضرت نے فرمایا ہاں ہاں ٹھیک ہے۔ تھوڑی دیر ہوئی وہ کہیں چلے گئے اور جب پھر واپس آئے تو حضرت اسی عالم میں تھے۔ حضرت نے انہیں دیکھ کر پھر پوچھا کہ تم کون ہو؟ انہوں نے کہا حضرت آپکا داماد عبد اللہ۔ اتنا ڈوب چکے تھے اللہ کی یاد میں۔

4. اللہ کی یاد سے شیطانی وساوس دور

اللہ کا ذکر کرنے کا چوتھا فائدہ یہ ہے کہ شیطانی وساوس دور ہو جاتے ہیں۔ عام طور پر جو لوگ شکایت کرتے ہیں کہ ہمیں شیطانی وساوس بہت آتے ہیں، یہ وہی لوگ ہوتے ہیں جو ذکر نہیں کرتے۔ حالانکہ یہ ذکر ہی ہے جس کے ذریعے سے وساوس دور ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں:

اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ [1]

ترجمہ: اور جو نیک بندے ہیں جب ان کو شیطان کے گروہ پکڑ لیتے ہیں ذکر کرتے ہیں اور وہ بچ نکلتے ہیں۔

پتہ چلا کہ جو بندہ ذکر کا معمول رکھتا ہے اس کو نفسانی اور شہوانی خیال نہیں آتے۔ ان خیالات سے بچنے کے لئے خوب اللہ کو یاد کرنا ضروری ہے۔ اسی لئے ہمارے مشائخ نے

---

1. سورۃ الأعراف 201

مراقبہ کو ایک معمول بنا دیا اور جو بھی پابندی سے اسے کرتا ہے وہ کچھ ہی عرصے میں خود محسوس کر لیتا ہے کہ اب نفسانی اور شیطانی وساوس کم آتے ہیں۔

5. ذکر کرنے والے کو اللہ کی معیت نصیب

اللہ کا ذکر کرنے کا پانچواں فائدہ یہ ہے کہ ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک خاص تعلق نصیب ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی اس پر خاص نگاہ ہوتی ہے۔ حدیثِ پاک میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا:

أوحى الله تعالى إلى موسى، أتحب أن أسكن معك بيتك فخر لله ساجدا ثم قال: فكيف يا رب تسكن معي في بيتي، فقال: يا موسى أما علمت أني جليس من ذكرني (1)

ترجمہ: اے موسیٰ علیہ السلام کیا تجھے پسند ہے کہ میں تیرے ساتھ رہوں تیرے گھر میں؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام سجدے میں گر گئے پھر عرض کیا اے میرے رب! آپ کیسے رہیں گے میرے ساتھ میرے گھر میں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں ہر اس بندے کے ساتھ ہوں جو میرا ذکر کرتا ہے۔

اس لئے جو بندہ ذکر کرتا ہے اللہ پاک اس کے ساتھ ہوتے ہے اور اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت اس کے اوپر ہوتی ہے۔ اس لئے مشائخ نے خوب ذکر کیا اور یوں اللہ کے ساتھ ایک خاص تعلق حاصل کیا۔

(1) كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال 1865 – ج1 ص432

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ اور محبتِ الٰہی

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں آتا ہے کہ وہ کسی جگہ کے گورنر تھے۔ ایک مرتبہ بادشاہ نے سارے گورنروں کی دعوت کی اور سب کو ایک زبردست قسم کی پوشاک دی۔ اس کے بعد کھانا ہوا۔ کھانے کے دوران ایک گورنر صاحب کو چھینک آئی اور ناک صاف کرنے کے لئے بادشاہ کی دی ہوئی پوشاک کو استعمال کر لیا۔ بادشاہ کی نگاہ اس پر پڑ گئی تو بادشاہ بڑا ہی ناراض ہوا اور خوب ڈانٹا۔ یہ خوشی کی محفل ایک سنجیدہ محفل بن گئی۔ وزیر نے بادشاہ کو مشورہ دیا کہ مجلس برخواست کر دیتے ہیں اور کل ان سارے گورنر کو بلائینگے۔ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہ سارا منظر دیکھا کہ ایک گورنر کو سب کے سامنے اتنی ذلت اٹھانی پڑی۔ سوچا کہ آج چھوٹی سی بات پر اس گورنر کو دست بردار کر دیا کل کو مجھے کسی بات پر دست بردار کر دینگے۔ عرصے سے یہ بھی سوچ رہے تھے کہ کیا ہی اچھا ہوتا اگر میں اللہ کی محبت حاصل کر لوں۔ لیکن جب بھی کسی سے پوچھتے کہ کیسے حاصل ہو گی اللہ کی محبت تو یہی جواب ملتا کہ جس طرح کی زندگی گزر رہی ہے، اس زندگی میں تو اللہ کی محبت حاصل نہیں ہو سکتی۔ ان سے گورنری بھی نہیں چھوٹتی تھی کیونکہ عیش و عشرت کی زندگی گزر رہی تھی۔ اب یہ ڈانٹ والا معاملہ ہوا تو ان کا دل گورنری سے تھوڑا اچاٹ ہونے لگا کہ کل کو میرے ساتھ یہ معاملہ نہ پیش آجائے۔ پھر گورنری ایک رکاوٹ محسوس ہونے لگی اللہ کی محبت حاصل کرنے میں۔ اسی وقت بادشاہ کے پاس گئے اور کہا یہ پوشاک آپ واپس لے لیجئے۔ ایک اللہ نے مجھے انسانیت کی پوشاک پہنائی ہے میں اس پوشاک کو حاصل کرنے جا رہا ہوں۔ گورنری کو ٹھکرا کر حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جانے کا ارادہ کیا کہ کسی نے بتایا تھا کہ یہ اس وقت کے سب سے بڑے بزرگ ہیں۔ ذہن میں تھا کہ حضرت کچھ نصیحت

کرینگے اور میں کچھ تھوڑا سا سیکھوں گا اور اس طرح کچھ عرصے میں اللہ کی محبت حاصل ہو جائے گی۔ مگر جب حضرت کے پاس گئے تو حضرت نے فرمایا کیا کام کرتے تھے؟ انہوں نے کہا کہ گورنر تھا فلاں علاقے کا۔ حضرت نے فرمایا کہ گورنر بڑے ہی نازک مزاج لوگ ہوتے ہیں اور اپنے مزاج کے خلاف تھوڑی سی بھی چیز برداشت نہیں کرتے۔ اللہ کی محبت ایسے نازک مزاجوں کو نہیں ملتی۔ اس لئے سب سے پہلے تو یہ مزاج صحیح کرنا ہوگا۔ حضرت شبلی رحمۃ اللہ نے عرض کیا کہ حضرت فرمادیجئے کہ کیا کرنا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ ایک سال گندھک کی دکان میں جا کر کام کرو۔ گندھک بہت ہی بدبودار ہوتا ہے۔ گورنر صاحب جیسے ہی گندھک کی دکان میں گئے تو ناک پکڑ لی کہ یہ کہاں آگئے اور بڑی پریشانی ہوئی کہ میں کیسے گندھک کی دکان میں بیٹھونگا۔ سوچنے لگے کہ کیا کروں پھر ذہن میں آیا کہ اتنے بڑے بزرگ نے فرمایا ہے تو اسی کے ذریعے اصلاح ہوگی۔ گندھک کی دکان میں تھوڑے دن ہوئے تو دن گننے لگ گئے کہ اب اتنے دن ہو گئے اور یوں گنتے گنتے سال پورا ہوا۔ اس کے بعد حضرت کی خدمت میں گئے اور فرمایا کہ حضرت گندھک کی دکان میں سال پورا ہو گیا۔ حضرت نے فرمایا کہ اچھا دن گن رہے تھے ایک سال اور لگا کر آؤ۔ پھر ایک پورا سال لگایا مگر اب گندھک سے مانوس ہو گئے تھے کہ اس کی بُو اتنی اثر نہیں کرتی تھی۔ اس مرتبہ دن بھی نہیں گن رہے تھے کہ جب حضرت بلائینگے تب ہی جاؤں گا۔ دو سال پورے لگا لئے اور حضرت نے کوئی پیغام نہیں بھجوایا۔ ایسی بات نہیں تھی کہ حضرت بھول گئے تھے بلکہ حضرت کے ذہن میں یہ بات تھی کہ یہ بندہ واقعی اللہ کی محبت لینے کے لئے آیا ہے کہ اتنی قربانی دے رہا ہے۔ کئی مرتبہ مشائخ ظاہری طور پر تو یہ محسوس نہیں کرواتے کہ سالک کی بڑی فکر ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ زیادہ فکر کرنے سے ویسے ہی انسان بگڑ جاتا

ہے کہ مجھے زیادہ پروٹوکول دیا جارہا ہے اور سالک کو سب سے زیادہ پروٹوکول ہی خراب کرتا ہے۔ تو حضرت نے بھی اس کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ان کو بظاہر کوئی اتنی اہمیت نہیں دی۔ دو سال گزرنے کے کچھ دن بعد حضرت نے ان کو بلوایا۔ انہوں نے سوچا کہ حضرت اب اللہ کی محبت کی بشارت دینگے کہ اتنا مجاہدہ کرلیا مگر یہاں تو معاملہ الٹ تھا۔ انہوں نے فرمایا کہ اب ایک سال تک بھیک مانگو۔ یہ اس لئے کہا کہ جتنا بڑا عہدہ ہوتا ہے انا بھی اسی حساب سے بڑی ہوتی ہے کہ ماتحت جب بہت ہوں تب انسان اپنے آپ کو عموماً بڑا سمجھنے لگ جاتا ہے دوسروں سے۔ تو حضرت نے انا تڑوانے کے لئے یہ فرمایا۔ جب بھیک مانگنا شروع کی تو لوگ ان کو دیکھ کر کئی مرتبہ بُرا بھلا کہتے کہ اتنی صحت دی ہے اللہ نے اور ہاتھ پاوں بھی سلامت ہیں پھر کچھ کام ہی کرلے تو بھیک کیوں مانگ رہا ہے۔ تو کوئی کچھ سناتا تو کوئی کچھ سناتا کسی کو کیا پتہ تھا کہ پیچھے حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ کا حکم تھا کہ بھیک مانگنی ہے۔ ایک سال ہوا تو حضرت نے بلوالیا۔ بجائے اس کے کہ نصیحت کی مجالس میں بیٹھنے کا فرماتے، ایک اور کام ذمے لگادیا۔ پوچھا کہ تم جب گورنر تھے تب تم نے کسی کے حق مارے ہونگے۔ اس لئے یہ کام ہی ایسا ہے کہ اس میں لوگوں کے ساتھ زیادتیاں ہو جاتی ہے تو تم نے بھی ایسا کیا ہوگا۔ انہوں نے عرض کیا کہ جی حضرت بالکل کیا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ جاؤ اور جن لوگوں کے حقوق مارے ہیں ان سے سارے حقوق معاف کرواکر آؤ اور جو شخص جو بھی کہے حقوق کی تلافی کے لئے وہ کرو۔

حضرت شبلی رحمۃ اللہ اس علاقے میں گئے جہاں کے گورنر تھے اور ایک فہرست بنائی ان لوگوں کی جن کے حقوق پامال کئے تھے۔ کچھ لوگوں نے تو آسانی سے معاف کردیا اور کچھ نے تو سرے سے انکار کردیا معاف کرنے سے کہ جب تک پورا نہ کروگے جو ہم کہینگے تب

تک معاف نہیں کرینگے۔ کوئی کہتا تھا کہ تیرے پاس اگر دینے کو کچھ نہیں تو تو ہمارا فلاں کام کر اور تو ہمارا یہ کام کر۔ اس طرح دو سال لگ گئے لوگوں کے حقوق معاف کروانے میں مگر ڈٹے رہے کہ حضرت نے فرمایا ہے کہ لوگوں کے حقوق معاف کروانے ہیں۔ اس دوران کوئی ڈانٹتا کوئی برے الفاظ کہتا اور کوئی مارتا جو زیادہ غصے میں ہوتا یا جس پر زیادتی کی ہوتی۔ دو سال بعد حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت نے مجلس میں بیٹھنے کی اجازت دی اور ذکر اذکار بتائے۔ عجیب بات ہے کہ 5 سال اتنا مجاہدہ کروایا مگر کام مکمل اس وقت تک نہیں ہوتا جب تک کہ ہٹ کٹ کے ذکر نہیں کر لیں اور اتنی اصلاح کے بعد تو ہٹ کٹ کے ذکر کرنا بڑا آسان معلوم ہوا۔ جب ذکر کرنا شروع کیا تو تھوڑے عرصے میں ہی اللہ کی طرف توجہ بڑھ گئی، بڑے شوق سے ذکر کرتے اور دن رات کرتے تھے اور بالآخر انہیں اللہ کی ایسی بھرپور محبت حاصل ہوئی کہ ایک وقت ان کی زندگی میں ایسا آیا کہ ان کے سامنے کوئی اللہ کا نام لیتا تو اپنی جیب میں ہاتھ ڈالتے اور میٹھا نکال کر اس کے منہ میں ڈال دیتے۔ کسی نے پوچھا حضرت یہ کیا کرتے ہیں تو فرمانے لگے کیوں نہ اس بندے کا منہ میٹھے سے بھر دوں جو میرے محبوب کا نام لے۔ پتہ چلا کہ کچھ بھی کرلیں آخر میں اللہ کا خاص تعلق ذکر سے ہی نصیب ہوگا۔

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ پر اللہ کے ذکر کے اثرات

ایک مرتبہ حضرت شبلی رحمۃ اللہ خدا کی یاد میں مست چلتے ہوئے جا رہے تھے۔ کچھ ناواقف بچوں نے سمجھا کہ کوئی دیوانا جا رہا ہے تو انہوں نے پتھر مارنا شروع کر دیا۔ پتھر ٹانگ پر لگا تو خون نکلا۔ کسی گزرنے والے نے یہ سب دیکھا تو بچوں کو روکا اور ڈانٹا۔ پھر فوراً

حضرت کے پاس گیا کہ مرہم پٹی کردے۔ حضرت کے پاس پہنچ کے دیکھتا ہے کہ خون کا جو قطرہ زمین پر گرتا تو وہ لفظ اللہ بن جاتا۔ اللہ تعالیٰ کا ایسا خاص تعلق انہیں نصیب ہو گیا تھا کثرتِ ذکر کی وجہ سے کہ اللہ کی محبت ان کے دل میں رچ بس گئی تھی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ ہمیں اپنی یاد کا معمول بنانے کی توفیق عطا فرمائے اور اس کے اوپر پکا جما رہنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

كُونُوا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کا

پانچواں معمول

رابطۂ شیخ

مشائخ نے قرب الٰہی تک پہنچنے کے لئے ایک اور معمول بتایا ہے اور وہ ہے رابطۂ شیخ۔ مطلب جس شیخ سے اصلاحی تعلق قائم کیا اب ان سے وقتاً فوقتاً ملتے رہنا ہے اور انکی صحبت میں وقت گزارنا۔

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
1	پانچواں معمول: رابطۂ شیخ	82
2	مشائخ سے تعلق جوڑنا	83
3	سالک کا شیخ کے ساتھ چار قسم کا تعلق	83
4	1. نسبتِ انعکاسی	84
5	● نسبت انعکاسی والے سالک کی خصوصیات	84
6	● نسبتِ انعکاسی کی مثال	84
7	● نسبتِ انعکاسی کی وجہ	85
8	2. نسبتِ القائی	85
9	● نسبتِ القائی کی مثال	85
10	● نسبتِ القائی کو ہوا کے تھپیڑوں سے بچانا	86
11	● مختلف قسم کے ہوا کے تھپیڑے	86
12	i. گناہ کرنا	86
13	○ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی ایک نوجوان کو نصیحت	86
14	ii. شیخ سے اعتقاد میں کمی	87
15	○ حضرت مجدد الف ثانیؒ کا اپنے شیخ کے بارے میں اعتقاد	87
16	3. نسبت اصلاحی	88
17	● نسبتِ اصلاحی کی مثال	88

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
18	• نسبتِ اصلاحی اور القائی میں فرق	89
19	• شیخ کا دونوں کی تربیت کا مختلف انداز	90
20	• حضرت رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ میں نسبتِ اصلاحی کی جھلک	90
21	• نسبتِ اصلاحی والا سالک بھی ایک جگہ پھنس سکتا ہے	91
22	○ حضرت سید زوّار حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ اپنے شیخ کی طرف	92
23	○ بزرگوں کے اجتماع میں بھی صرف اپنے شیخ کی طرف توجہ	92
24	4. نسبتِ اتحادی	93
25	• نانبائی کو حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ سے نسبتِ اتحادی ملنے کا واقعہ	93

اللہ رے یہ شیخ کی قربت کی چاندنی
اتری ہوئی ہے دل میں حلاوت کی چاندنی
مرشد کے ہر عمل میں ہے سنت کا نور جب
اور اس سے بڑھ کر کیا ہو کرامت کی چاندنی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی : أَمَّا بَعْد

أَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ [1]

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

پانچواں معمول: رابطہ شیخ

پانچواں معمول جو ہمارے مشائخ نے قرب الٰہی تک پہنچنے کے لئے بتایا ہے وہ ہے رابطۂ شیخ۔ یعنی جس شیخ سے اصلاحی تعلق قائم کیا اب ان سے وقتاً فوقتاً ملتے رہنا ہے اور انکی صحبت میں وقت گزارنا۔

---

1. سورۃ التوبۃ 119

مشائخ سے تعلق جوڑنا

چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۱۹﴾

ترجمہ: اے ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے اور سچوں کے ساتھ رہو۔

یعنی تقویٰ اختیار کرو اور سچوں کے ساتھ رہو، نیکوں کی صحبت میں رہو۔ نیکوں کی صحبت اختیار کرنے کے چند طریقے ہیں۔

- دعوت و تبلیغ میں بھی نیکوں کا ساتھ مل جاتا ہے۔
- مدارس میں بھی نیکوں کا ساتھ مل جاتا ہے۔
- دینی تنظیموں میں بھی نیکوں کا ساتھ مل جاتا ہے۔
- مگر سب سے زیادہ مضبوط طریقہ نیکوں کی صحبت حاصل کرنے کا یہ ہے کہ انسان کسی شیخ کے ساتھ جُڑ جائے اور اس کے ساتھ وقت گزارے کہ وہ لوگ اپنے باطن کو صاف کر چکے ہوتے ہیں۔ اسی کو رابطۂ شیخ کہتے ہیں۔

سالک کا شیخ کے ساتھ چار قسم کا تعلق

حضرت شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ بڑے اللہ والے اور مفسر گزرے ہیں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیرِ عزیزی میں لکھا ہے کہ شیخ کا تعلق جو اپنے متعلقین کے ساتھ ہوتا ہے وہ چار قسم کا ہوتا ہے۔ یعنی ہر سالک اپنے شیخ کے ساتھ چار قسم میں سے کسی ایک قسم کا تعلق رکھتا ہے۔

1. نسبتِ انعکاسی

سالک اپنے شیخ کے ساتھ جو تعلق رکھتا ہے اس کی پہلی قسم نسبتِ انعکاسی کہلاتی ہے۔ نسبتِ انعکاسی والے تعلق میں سالک جب شیخ کی صحبت میں آتا ہے تو اس کے اوپر کچھ نہ کچھ اثر ہوتا، اس میں اللہ کی محبت بڑھتی ہے، نیکی کا جذبہ بڑھتا ہے اور جیسے ہی شیخ کی صحبت سے دور جاتا ہے وہ جذبہ ختم ہو جاتا ہے۔ یہ سب سے کمزور نسبت ہے جو ایک سالک کو اپنے شیخ سے ہو سکتی ہے۔

نسبت انعکاسی والے مرید کی خصوصیات

یہ سالک عام طور پر وہ ہوتا ہے جو معمولات واذکار بہت کم کر رہا ہوتا ہے۔ بس شیخ کی گفتگو سننے کا ایک شوق ہوتا ہے تو وہ شیخ کی صحبت میں آتا ہے اور گفتگو سنتا ہے۔ عام طور پر ایسا سالک کہیں نہ کہیں گناہوں میں پھنسا ہوتا ہے یا کسی نہ کسی قسم کی دنیاوی محنت میں اتنا پھنسا ہوا ہوتا ہے کہ وہ اس راستے کو وہ اہمیت نہیں دیتا جو اس راستے کا حق ہے۔

نسبتِ انعکاسی کی مثال

اس کی مثال ایسے ہیں جیسے ایک بندہ آگ کے قریب بیٹھے گا تو اسے گرمی محسوس ہو گی اور جیسے ہی آگ سے دور ہو گا اسے گرمی محسوس ہونا ختم ہو جائے گی ایسے ہی نسبتِ انعکاسی والا سالک شیخ کی صحبت میں آتا ہے تو اسے تھوڑی سی ایمانی حلاوت محسوس ہوتی ہے اور جب وہ دور ہوتا ہے تو وہ ساری حلاوت ختم ہو جاتی ہے۔

نسبتِ انعکاسی کی وجہ

سالک کا اپنے شیخ کے ساتھ اتنی کمزور نسبت کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ اس نے اپنی اس کیفیت کو جو شیخ کی صحبت میں بنتی ہے، اس کو برقرار رکھنے کی کوئی ترتیب ہی نہیں بنائی ہوتی جبکہ مشائخ یہ فرماتے ہیں کہ صحیح ترتیب یہ ہے کہ لوگ شیخ کی صحبت سے بھی فائدہ اٹھائیں اور پھر معمولات و ذکر سے اس صحبت سے ملنے والی ایمانی حلاوت اور کیفیات کو برقرار رکھیں۔ لیکن چونکہ نسبتِ انعکاسی والا سالک کوئی ترتیب نہیں بناتا تو وہ اپنی کیفیات کو برقرار نہیں رکھ پاتا۔ کئی مرتبہ وہ لمبے عرصے تک شیخ سے ملتا ہی نہیں کیونکہ اِس چیز کی اس کے دل میں قدر اور اہمیت ہی نہیں ہوتی۔- پھر کبھی مل لیتا ہے تو اس کو تھوڑی سی ایمانی کیفیت مل جاتی ہے تو احساس کرتا ہے کہ مجھے ملنا چاہئے اور پھر لمبے عرصے تک غائب ہو جاتا ہے۔

2. نسبتِ القائی

سالک اپنے شیخ کے ساتھ جو تعلق رکھتا ہے اس کی دوسری قسم نسبتِ القائی کہلاتی ہے۔ یہ نسبت، نسبتِ انعکاسی سے تھوڑی مضبوط نسبت ہوتی ہے۔ نسبتِ القائی یہ ہے کہ سالک شیخ کے پاس کچھ نہ کچھ آنا جانا رکھتا ہے اور کچھ نہ کچھ معمولات بھی کرتا ہے مگر بسا اوقات وہ معمولات میں چوک جاتا ہے۔ وہ اس لئے چوک جاتا ہے کیونکہ کبھی تو اسکی مصروفیات بہت زیادہ ہوتی ہیں اور کبھی وہ وقتاً فوقتاً کوئی گناہ کر بیٹھتا ہے۔

نسبتِ القائی کی مثال مشائخ فرماتے ہیں کہ اس نسبت کے حامل شخص کی مثال ایسی ہے کہ یہ وہ بندہ ہے جس نے اس آگ میں سے اپنا چراغ جلالیا ہے۔ اب اس کے پاس اپنی

بھی روشنی ہے۔یعنی اب وہ شیخ کی صحبت سے جب دور جاتا ہے تو ایسا نہیں ہوتا کہ صحبت کی دوری کی وجہ سے اس کی ایمانی کیفیت ختم ہو جاتی ہے۔اس لئے کہ اس کی کچھ نہ کچھ ترتیب بنی ہوئی ہوتی ہے معمولات کرنے کی اور شیخ کے پاس آنے جانے کی۔ایسے سالک کی لمبے عرصے تک شیخ سے دوری نہیں ہوتی۔

نسبتِ القائی کو ہوا کے تھپیڑوں سے بچانا

مگر اس سب کے باوجود مشائخ نے لکھا ہے کہ اس کو ہوا کے تھپیڑوں سے اپنے چراغ کی حفاظت کی ضرورت ہے۔کیونکہ ایسا ممکن ہے کہ ایک ہوا کا تھپیڑا آئے اور اس کا چراغ گل ہو جائے

مختلف قسم کے ہوا کے تھپیڑے

نسبتِ القائی کے چراغ کو بجھانے والے ہوا کے تھپیڑے دو قسم کے ہوتے ہیں۔اِن تھپیڑوں سے اس روشنی کی حفاظت کرنی ہوتی ہے۔

i۔ گناہ کرنا ایک ہوا کا تھپیڑا جو اس روشنی کو ختم کر دیتا ہے وہ ہے گناہ۔ انسان گناہ کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو عبادت سے پیچھے کر دیتے ہیں۔یعنی اس کا چراغ بجھ جاتا ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی ایک نوجوان کو نصیحت

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک نوجوان آیا اور اس نے عرض کیا کہ حضرت دعا کیجئے کہ مجھے تہجد کی توفیق مل جائے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے دعا نہیں کی بلکہ اس کو نصیحت کی کہ

نوجوان تو دن میں گناہ کرنا چھوڑ دے اللہ تعالیٰ تجھے رات کی عبادتوں کی توفیق دیں گے۔ معلوم ہوا کہ گناہ عبادات کو ختم کر دیتے ہیں۔ اس لئے نسبتِ القائی والے سالک کو اپنے اس چراغ کی حفاظت کی ضرورت ہے کہ اس کو جو تھوڑی بہت روشنی ملی ہوتی ہے وہ ختم نہ ہو جائے۔

ii. شیخ سے اعتقاد میں کمی

دوسرا ہوا کا تھپیڑا جو اس روشنی کو ختم کر دیتا ہے وہ ہے شیخ سے اعتقاد میں کمی۔ شیخ سے جو فیض، نسبت اور نورِ ایمانی ملتا ہے اس کا تعلق اعتقاد کے ساتھ ہے۔ جتنا اعتقاد مضبوط ہو گا اتنا زیادہ انسان کو فائدہ ہو گا اور جتنا اعتقاد کمزور ہو گا اتنا ہی نقصان ہو گا۔

مشائخ کا مشہور قول ہے کہ

شیخ کی معمولی ناراضی اتنی مضر نہیں جتنی سالک کی طرف سے عقیدت میں کوتاہی مضر ہے [1]

یہی وجہ ہے کہ جو سالک ہر وقت شیخ کو تول رہا ہوتا ہے اور ہر وقت شیخ کے بارے میں سوچ رہا ہوتا ہے کہ یہ کیوں کیا اور وہ کیوں کیا تو پھر اس کو شیخ سے فائدہ نہیں ہوتا۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا اپنے شیخ کے بارے میں اعتقاد

چنانچہ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم تین پیر بھائی تھے اور ہم تینوں کا اپنے شیخ کے بارے میں مختلف گمان تھا۔ ہم میں سے ایک کا گمان یہ تھا کہ میرے شیخ کامل تو ہیں مگر کسی کو کامل بنا نہیں سکتے۔ دوسرے کا یہ گمان تھا کہ میرے شیخ کامل تو ہیں مگر

---

1. آپ بیتی ص 771

صاحبِ ارشاد نہیں ہیں کیونکہ ان کے شیخ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ بہت ہی کم گو تھے۔ فرماتے ہیں کہ میرا گمان اپنے شیخ کے بارے میں یہ تھا کہ کسی کو اگر سب سے کامل شیخ ملے ہیں تو وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ملے ہیں اور ان کے بعد مجھے ملے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ اس گمان کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مجھے دین کی تجدید کے کام کے لئے چُن لیا۔

3. نسبتِ اصلاحی

سالک اپنے شیخ کے ساتھ جو تعلق اور نسبت رکھتا ہے اس کی تیسری قسم نسبتِ اصلاحی کہلاتی ہے۔ یہ بہت ہی قوی نسبت ہوتی ہے۔

نسبتِ اصلاحی کی مثال

اس نسبت کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص نہر کھودے اور اسے دریا سے ملادے۔ جو پانی دریا میں ہوگا وہ پانی اس نہر میں بھی آجائے گا۔ نہر میں پتے ٹہنیاں اور معمولی اینٹ روڑے وغیرہ بھی اس پانی کے بہاؤ کی وجہ سے ساتھ ہی بہہ جائیں گے۔ چنانچہ نسبتِ اصلاحی والا سالک بھی اسی طرح ہے کہ اس نے ذکرواذکار اور معمولات پابندی سے کرکے، ریاضت و مجاہدے کرکے اور اپنے آپ کو شیخ کے پوری طرح حوالے کرکے یہ نورِ نسبت حاصل کرلیا ہے۔ اب اگر کبھی کوئی گناہ ہو بھی جائے تو اس نسبت کی برکت سے فوراً ہی توبہ کی توفیق مل جاتی ہے اور گناہ کی گندگی اس نسبت کے ذریعے بہہ جاتی ہے۔ ایسے سالک کو پھر بہت کثرت سے شیخ کی صحبت میں جانے کی ضرورت نہیں رہتی۔

نسبتِ اصلاحی اور القائی میں فرق

نسبتِ القائی اور اصلاحی میں فرق یہ ہے کہ نسبت القائی والا بندہ اپنے شیخ کی صحبت میں آتا جاتا تو ہے مگر اپنی Terms پر آتا ہے اور پوری طرح سے خود کو شیخ کے حوالے نہیں کرتا۔ وہ اپنی مصروفیات، ضروریات اور طور طریقے دیکھتا ہے اور کہتا ہے کہ ان کے مطابق اپنے شیخ سے تعلق رکھ سکتا ہوں۔ یعنی یہ اپنی ترتیب (schedule) میں شیخ کو کہیں نہ کہیں فِٹ کرتا ہے اور خود کو شیخ کی ترتیب میں فٹ نہیں کرتا۔

اس کے برعکس نسبتِ اصلاحی والا خود کو پوری طرح سے اپنے شیخ کے حوالے کرتا ہے اور شیخ سے کہتا ہے کہ جہاں اپنی ترتیب میں مجھے فٹ کرنا ہے آپ کر دیں۔ تو پھر شیخ اس کو جس طرح استعمال کرتے ہیں اور جو ہدایت اس کو دیتے ہیں وہ کرنے کے لئے تیار رہتا ہے۔ ایسے سالک کے ذہن میں دو چیزیں ہوتی ہیں۔

- اس کو پکا اعتقاد ہوتا ہے کہ یہ شیخ مجھے اللہ تک پہنچانے والے ہیں۔
- اس نے یہ نیت کی ہوئی ہوتی ہے کہ اب اللہ تک پہنچانے میں شیخ مجھے جس طرح استعمال کرنا چاہیں وہ کر سکتے ہیں۔

پتہ چلا کہ نسبت اصلاحی اور نسبت القائی والے سالک، معمولات تو دونوں کر رہے ہوتے ہیں مگر ذہن میں فرق ہوتا ہے۔ اصلاحی والا کہتا ہے کہ ہر حال میں مجھے اللہ کا قرب حاصل کرنا ہے تو وہ خود کو سو فیصد حوالے کرتا ہے اور یکسو ہو کر کرتا ہے۔ جبکہ نسبتِ القائی والا اپنے آپ کو پوری طرح حوالے نہیں کرتا کہ اس حد سے آگے نہیں بڑھنا اور اس ترتیب سے باہر نہیں نکلنا۔ اس لئے ایک محدود قسم کا اللہ تعالیٰ سے تعلق ہوتا ہے۔

شیخ کا دونوں کی تربیت کا مختلف انداز

نسبت القائی والے کے ساتھ شیخ بہت کچھ نہیں کر سکتا۔ نہ اس کو ڈانٹ سکتا ہے، نہ اس کو بہت زیادہ چھیڑ سکتا ہے اور نہ اس کو بہت زیادہ Disturb کر سکتا ہے کیونکہ پھر وہ بہت زیادہ Disturb کرنے کے قابل بھی نہیں ہے۔ مگر نسبتِ اصلاحی والے کو خوب ڈانٹ ڈپٹ بھی ہوتی ہے، اسے خوب رگڑا دیا جاتا ہے اور خوب اسکی نیندوں کو خراب کیا جاتا ہے۔ یوں کہہ لیں کہ اسکے ساتھ ہر طرح کی زیادتی کی جاتی ہے اس لئے کہ یہ مخلص ہوتا ہے اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لئے اور شیخ کو معلوم ہوتا ہے کہ یہ ان سختیوں کی وجہ سے پیچھے نہیں ہٹے گا۔ اس لئے نسبتِ اصلاحی کے راستے سے گزر کر جو سالک آگے آتا ہے وہ پھر اصلاح کے کام کرنے والا بنتا ہے۔ ہمارے اکابرین کو نسبتِ اصلاحی حاصل ہے کہ شیخ کی طرف سے بھی پوری توجہ اور سالک کی طرف سے بھی پوری سپردگی تھی۔

حضرت رشید احمد گنگوہی میں نسبتِ اصلاحی کی جھلک

حضرت رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا بڑا مشہور واقعہ ہے کہ آپ نے ارادہ فرمایا کہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکّی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کرنی ہے۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میاں رشید احمد ایک رات ٹھہر جاؤ، وہ ایک رات ٹھہر گئے۔ پھر جب جانے کا وقت آیا تو حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میاں رشید احمد چالیس راتیں ٹھہر جاؤ تو انہوں نے عرض کیا کہ جی حضرت ٹھہر جاتا ہوں۔ یہ نسبتِ اصلاحی کی دلیل ہے کہ انسان اپنے آپ کو Twist کرتا ہے شیخ کے حکم کو پورا کرنے کے لئے۔

نسبتِ اصلاحی والا سالک بھی ایک جگہ پھنس سکتا ہے

اگرچہ نسبتِ اصلاحی ایک بہت ہی مضبوط نسبت ہے مگر اس نسبت والا سالک بھی ایک جگہ آکر پھنستا ہے۔ اسکی نیت ہوتی ہے کہ میں کسی بھی قیمت پر اللہ کو حاصل کرونگا اس لئے پورا کا پورا خود کو شیخ کے حوالے کرتا ہے۔ لیکن چونکہ اسے اللہ والوں کی بہت قدر ہوتی ہے اس لئے کئی مرتبہ وہ اپنے شیخ کے علاوہ بھی کسی نیک اور دیندار شخص سے مشورے شروع کردیتا ہے۔ کئی مرتبہ اس سے بھی معمولات لینا شروع کردیتا ہے اور کئی مرتبہ اس سے بھی وہی تعلق رکھتا ہے جو شیخ کے ساتھ رکھتا ہے۔ ایسے سالک کی ترقی رک جاتی ہے۔ عقلی طور پر انسان یہ سمجھتا ہے کہ اگر ایک شیخ کے ساتھ تعلق رکھنے سے اللہ کا قرب ملتا ہے تو جتنے زیادہ شیخ ہونگے اتنا جلدی یہ تعلق مل جائے گا۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ اگر ایک سے زیادہ شیخ ہونگے تو آگے بڑھنے کی رفتار سست ہو جائے گی۔ کئی مرتبہ آگے جانے کے بجائے انسان پیچھے چلے جاتا ہے۔ ایسے سالک کی مثال اس شخص کی ہے جو دو دروازوں سے ایک ساتھ ایک کمرے میں داخل ہونا چاہ رہا ہے۔ مگر دو دروازوں میں سے ایک ساتھ داخل نہیں ہوا جاسکتا۔

اس کی ایک اور مثال یہ ہے کہ آپ کے پاس دو زبردست گھوڑے ہوں اور آپ دونوں پر ایک ساتھ بیٹھ کر آگے بڑھنا چاہیں تو نہیں بڑھ سکتے۔ چاہے وہ دونوں بہترین گھوڑے ہوں اس کی بنسبت ایک کمزور گھوڑے پر بیٹھ کر آگے جانا چاہے گا تو بہت آرام سے آگے نکل جائے گا۔ ہمارے حضرت حفظہم اللہ فرماتے ہیں کہ عام طور پر کچھ لوگ اللہ کی نسبت حاصل کرنے کے لئے بہت ہی زیادہ یکسو ہوتے ہیں اور نسبتِ اصلاحی کی استعداد بھی رکھتے ہیں۔ مگر ان کی غلطی یہ ہوتی ہے کہ ایک وقت میں ایک سے زیادہ مشائخ سے تعلق رکھتے ہیں اور پھر ترقی کے بجائے پیچھے جانے لگ جاتے ہیں۔

حضرت سید زوّار حسین شاہ صاحب کی توجہ اپنے شیخ کی طرف

چنانچہ حضرت سید زوّار حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ (1) فرماتے ہیں کہ میں اپنے شیخ کے ساتھ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر پر حاضر ہوا۔ میرے شیخ نے وہاں مراقبہ کیا اور مراقبہ میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت ہوئی تو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس (سید زوار شاہ) کو میرے پاس چھوڑ جاؤ۔ میرے شیخ نے مراقبہ کے بعد یہ سارا معاملہ بتایا اور فرمانے لگے کہ اگر آپ چاہیں تو یہیں ٹھہر جائیں اور میں آگے نکل رہا ہوں۔

حضرت سید زوّار حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ یہ آپکا حکم ہے تو بالکل ٹھہر جاتا ہوں اور اگر حکم نہیں صرف مشورہ ہے تو پھر یہاں ٹھہرنے کے بجائے آپ کے ساتھ وقت گزارنا چاہوں گا کیونکہ میرے مجدد تو آپ ہی ہیں۔ یہ ایک ہی شیخ کی طرف یکسو ہونے کی بہترین مثال ہے

بزرگوں کے اجتماع میں بھی صرف اپنے شیخ کی طرف توجہ

چنانچہ ہمارے حضرت فرماتے ہیں کہ مسکین پور شریف میں جب ہم جاتے تو بہت سارے مشائخ آتے۔ ہمارے شیخ کبھی کبھی کونے میں بیٹھے ہوتے تھے اور دوسرے شیخ بیان فرمارہے ہوتے تھے۔ لوگ بیان کرنے والے شیخ کی طرف متوجہ ہوتے اور ہم ادھر بیان میں بیٹھے بیٹھے بھی اپنے شیخ کی طرف متوجہ ہوتے۔

---

(1) حضرت سید زوار حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہمارے حضرت پیر ذوالفقار احمد نقشبندی حفظہ اللہ کے پہلے شیخ تھے۔ ان کے انتقال کے بعد حضرت مرشدِ عالم غلام حبیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے۔

حضرت سید زوار حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے اللہ والے اور فقیہ تھے۔ یہ عمدۃ الفقہ اور دیگر معروف کتابوں کے مصنف ہیں۔

4. نسبتِ اتحادی

سالک اپنے شیخ کے ساتھ جو تعلق اور نسبت رکھتا ہے اس کی چوتھی قسم نسبتِ اتحادی کہلاتی ہے۔ یہ وہ نسبت ہوتی ہے کہ منسوب، منسوب الیہ کے ساتھ اس حد تک مماثلت حاصل کرلے کہ نقل اصل کی مانند نظر آنے لگے۔یہ نسبت شیخ کی محبت سے ملتی ہے۔ شیخ سے اسی محبت کی وجہ سے سالک ہر امر میں شیخ کی اتباع کرتا ہے اور دیوانہ وار اس کی خدمت کرتا ہے۔اس کی طلب صادق کو دیکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رحمت متوجہ ہوتی ہے اور اس کو ایسی مضبوط نسبت القا کی جاتی ہے جسے نسبت اتحادی کہتے ہیں۔اللہ تعالیٰ اس کو شیخ کے کمالات اس طرح عطا فرما دیتے ہیں کہ وہ سالک شیخ کا نمونہ بن جایا کرتا ہے۔لوگ اس سالک کو دیکھتے ہیں تو انہیں ان کا شیخ یاد آجاتا ہے۔اس کا چلنا پھرنا، رفتار گفتار، بیٹھنا اٹھنا حتی کہ اس کا سب کچھ اس کے شیخ کی طرح ہو جاتا ہے۔ یہ نسبت بہت ہی کم لوگوں کو نصیب ہوتی ہے۔

نانبائی کو حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ سے نسبتِ اتحادی ملنے کا واقعہ

حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ ایک بڑے بزرگ گزرے ہیں جو دہلی میں رہتے تھے۔ایک نانبائی حضرت کی خدمت کیا کرتا تھا، خصوصاً جب بھی حضرت کا کوئی مہمان آجاتا تو وہ مہمانوں کے کھانے کا انتظام خود کر کے حضرت کی خانقاہ پہ حاضر ہو جاتا۔ حضرت اس سے بہت خوش تھے۔

ایک مرتبہ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں کچھ مہمان بے وقت آگئے۔اس نانبائی نے دیکھا کہ کچھ نیک مہمان حضرت کی خانقاہ پر تشریف لائے ہیں تو عمدہ سا کھانا تیار کر کے حضرت کی خدمت میں بھجوایا۔ حضرت نے پوچھا کہ یہ کیا ہے۔ عرض کیا کہ حضرت

مہمانوں کے لئے کھانا ہے اسے قبول فرمالیں۔ حضرت کو بہت خوشی ہوئی اور بے اختیار فرمایا کہ مانگ کیا مانگتا ہے؟ اس نے عرض کیا کہ مجھے اپنا جیسا بنادیں۔ حضرت نے کچھ دیر تامل کر کے فرمایا کہ کچھ اور مانگ لو۔ نانبائی نے کہا نہیں حضرت بس یہی چاہیئے۔ متواتر تین مرتبہ جب یہی اصرار کیا تو حضرت چونکہ قول دے چکے تھے۔ اس لئے اس کو حجرہ مبارک میں لے گئے۔ پھر وہاں کیسی توجہ دی کہ آدھے گھنٹہ کے بعد جب حجرہ کھول کر باہر تشریف لائے تو دونوں کی صورت تک ایک ہوگئی تھی۔ فرق صرف اتنا تھا کہ حضرت خواجہ صاحب تو جیسے حجرے میں گئے تھے ویسے ہی باہر تشریف لے آئے لیکن وہ نانبائی مدہوشی کی حالت میں تھا اور کچھ دیر بعد اسی حالت میں انتقال ہوگیا۔ موت تو آنی ہی تھی اس کا وقت مقرر تھا اس میں تقدیم وتاخیر نہیں ہوسکتی تھی۔ لیکن نانبائی کی خوش قسمتی کہ ساری عمر تو نانبائی رہا اور موت کے وقت اس نے خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ جیسا بن کر آخرت کے بھی مزے لوٹے۔ پتہ چلا کہ یہ نسبت تب ہی ملتی ہے جب اللہ کی خاص رحمت ہو۔

یہ چار قسم کی نسبتیں ہیں جو کہ سالک کو اپنے شیخ کے ساتھ ہوتی ہیں۔ جتنا زیادہ اس نسبت اور رابطے کو سالک مضبوط کرے گا اتنا اللہ کے قرب میں تیزی سے آگے بڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نسبت کا نور حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کو ایمان سے منور فرمائے۔ آمین

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِين

وَهُوَ مَعَكُمۡ اَیۡنَ مَا کُنۡتُم

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کا

چھٹا معمول

وقوفِ قلبی

وقوف قلبی کا مطلب ہے کہ
ہر وقت دل میں اللہ کو یاد کرنا
اور دل میں اللہ کی یاد کا ٹھہر جانا

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
1	چھٹا معمول: وقوفِ قلبی	98
2	ہاتھ کام کاج میں مصروف اور دل اللہ کی یاد میں مشغول	98
3	دو کام ایک ساتھ کرنا مشق کے ذریعے آسان	99
4	• پہلی مثال: (juggling)	99
5	• دوسری مثال: گاڑی چلاتے ہوئے گفتگو کرنا	100
6	• اللہ کو یاد کرنا بھی مشق کے ذریعے آسان	100
7	اللہ کا نام، بابرکت نام	101
8	• اللہ کی یاد میں دلوں کا سکون	102
9	○ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں سکون	102
10	اللہ کی یاد کے لئے اپنے آپ کو فارغ کرنا	103
11	• مصروفیت میں وقوفِ قلبی	104
12	وقوفِ قلبی ہی سلوک کا مقصد ہے	104
13	وقوفِ قلبی کی مختلف صورتیں	105
14	وقوفِ قلبی حاصل کرنے کے طریقے	105
15	I. وقوفِ قلبی حاصل کرنے کی نیت کرنا	105
16	II. فارغ اوقات میں وقوفِ قلبی	106
17	○ وقوفِ قلبی سے معرفت الٰہی تک رسائی	107

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
18	III. اللہ سے وقوفِ قلبی کی دعا مانگیں	108
19	وقوفِ قلبی کا ثمرہ	108
20	حضرت عبداللہ اصطخری رحمۃ اللہ علیہ ایک لمحہ بھی غافل نہ ہوسکے	109
21	اللہ کی دائمی یاد حاصل ہونے پر اجازت دے دی	110
22	غفلت میں گزرے ہوئے لمحوں پر جنت میں حسرت	112

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی : اَمَّا بَعْد

أَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَ مَا کُنْتُمْ (1)

سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کا چھٹا اور آخری معمول جو مشایخ نقشبند نے بتایا ہے وہ ہے وقوفِ قلبی۔ وقوف قلبی کا مطلب ہے کہ ہر وقت دل میں اللہ کو یاد کرنا اور دل میں اللہ کی یاد کا ٹھہر جانا۔

ہاتھ کام کاج میں مصروف اور دل اللہ کی یاد میں مشغول

مشایخ نے وقوفِ قلبی کو اور آسان لفظوں میں سمجھا کے لئے فرمایا کہ ہاتھ، کام کاج میں مصروف ہو اور دل اللہ کی یاد میں مشغول ہو۔ یعنی ہر وقت اللہ کی یاد ہو۔ سوچنے کو تو

---

(1) سورۃ الحدید 4

یہ بہت مشکل کام محسوس ہوتا ہے کیونکہ ہم جب ہر چیز سے ہٹ کٹ کر اللہ کی یاد میں بیٹھتے ہیں تو بھی اللہ کی یاد میں دل صحیح طرح سے نہیں لگتا۔ اب اگر ہاتھ کام کاج میں مشغول ہونگے تو دل کیسے اللہ کی یاد میں مشغول ہوگا؟ مگر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اتنا مشکل کام نہیں۔ شروع شروع میں ہر کسی کو مشکل ہوتی ہے کہ کام بھی ہو رہا ہو، گفتگو بھی ہو رہی ہو اور دل میں اللہ کا دھیان بھی ہو۔ لیکن اگر یہ عادت بن جائے اور اس میں مہارت حاصل ہو جائے تو پھر یہ انسان کے وجود کا حصہ بن جاتی ہے۔

دو کام ایک ساتھ کرنا مشق کے ذریعے آسان

جب انسان کسی کام کی مشق (practice) کرتا ہے تو وہ کام کرنا آسان ہو جاتا ہے۔

1. پہلی مثال: (juggling)

بچپن میں ہم نے ایک آدمی کو دیکھا جو juggling کر رہا تھا۔ دو یا تین (Balls) گیند لیکر وہ ایک ہی وقت میں سیدھے ہاتھ سے الٹے ہاتھ میں ڈالتا اور الٹے ہاتھ سے سیدھے ہاتھ میں ڈالتا۔ وہ اس طرح کافی دیر تک کھیلتا رہا اور ہمیں دیکھنے میں یہ کام بہت مشکل لگا۔ پھر سوچا کہ ہم بھی کر کے دیکھتے ہیں کیونکہ جب وہ کر سکتا ہے تو ہم بھی کر سکتے ہیں۔ جیسے ہی شروع کیا تو دونوں گیندیں آپس میں ٹکرا گئیں۔ پھر سوچا کہ اگر ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ سے ذرا نیچے کریں تو شاید ہو جائے۔ اس طرح (Practice) مشق شروع کی تو کوئی ایک دو دن میں ہم اس قابل ہو گئے تھے کہ دونوں ہاتھوں سے دونوں (Balls) ایک ساتھ اور ایک وقت میں گھما رہے تھے۔ لہٰذا یہ ممکن ہے کہ ایک وقت میں دو کام کئے جا سکیں، بس تھوڑی سی مشق کی ضرورت ہوتی ہے۔

2. دوسری مثال: گاڑی چلاتے ہوئے گفتگو کرنا

جب انسان نئی نئی گاڑی چلانا سیکھتا ہے تو ڈرائیونگ کرتے وقت کوئی برابر میں بیٹھ کر اس سے بات کرے تو اس ڈرائیور کو بڑی پریشانی ہوتی ہے۔ اس لئے کہ وہ ڈرائیونگ کی طرف توجہ نہیں دے پاتا۔ یہی ڈرائیور کچھ دنوں کے بعد گاڑی بھی چلا رہا ہوتا ہے اور خوب گفتگو بھی کر رہا ہوتا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ جب انسان شروع میں ڈرائیونگ کرتا ہے تو اس کو مشکل ہوتی ہے کہ ساتھ میں دوسرے سے گفتگو کرے مگر بعد میں گاڑی چلانا (Second Nature) طبیعت کا حصہ بن جاتا ہے اور پھر دوسرے سے گفتگو کرنے میں کوئی مشکل محسوس نہیں ہوتی۔

اللہ کو یاد کرنا مشق کے ذریعے آسان

ان دونوں مثالوں سے واضح ہو گیا کہ انسان ایک وقت میں دو دو کام کر سکتا ہے بالکل اسی طرح یہ دو کام بھی ایک ساتھ ہو سکتے ہیں کہ انسان ایک ہی وقت میں گفتگو بھی کرے اور ساتھ ساتھ دل میں اللہ کو بھی یاد کرے، انسان کام کاج بھی کرے اور ساتھ ساتھ اللہ کو بھی یاد کرے۔ لہٰذا جو بھی اس میں محنت کرتا ہے اور مہارت حاصل کرتا ہے پھر اللہ کی یاد اس کے وجود کا حصہ بن جاتی ہے۔ یہ ضرور ہے کہ ابتدا میں تھوڑا سا مشکل ہوتا ہے مگر یہ ممکن ہے، ناممکن نہیں۔ آج بھی ایسے مشایخ ہیں جن کی زندگی اللہ کی یاد سے معطّر ہیں اور اللہ کی یاد ان کے وجود کا حصہ ہے۔

اللہ کا نام، بابرکت نام

اللہ کا نام بہت برکت والا ہے۔ جس بندے کے دل میں یہ نام ہر وقت ہوگا وہ کتنی بابرکت شخصیت ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ وقوفِ قلبی کی طرف قدم بڑھانا بہت ضروری ہے کہ اللہ کے نام کی برکات حاصل ہو سکیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں فرمایا

تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ[1] ترجمہ: برکت والا ہے تیرے رب کا نام

تو جہاں یہ نام ہوگا وہاں برکت ہوگی۔ اس نام کی اتنی برکت ہے کہ

حدیث پاک میں آتا ہے

كُلُّ أَمْرٍ ذِي بَالٍ لَا يُبْدَأُ فِيهِ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ فَهُوَ أَبْتَرُ أي قَلِيلُ الْبَرَكَةِ[2]

ترجمہ: جس کام کو اللہ کا نام لئے بغیر شروع کیا جاتا ہے اس کام میں سے برکت نکال لی جاتی ہے۔

ایک اور حدیث پاک میں آتا ہے

لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى لَا يُقَالَ فِي الْأَرْضِ اللهُ اللهُ[3]

ترجمہ: کہ اس وقت تک قیامت نہیں آئے گی جب تک دنیا میں کوئی ایک بھی اللہ اللہ کرنے والا موجود ہوگا۔

کتنی برکت ہے اس نام کی کہ اس کو پڑھنے کی وجہ سے قیامت برپا نہیں ہوگی تو جس شخص کے دل میں یہ نام ہر وقت ہوگا اس کو کتنی برکات نصیب ہونگی۔

---

1. سورۃ الرحمٰن 78
2. مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح ج 1 ص 5
3. صحيح مسلم - الإيمان (148)، سنن الترمذي - الفتن (2207)

اللہ کی یاد میں دلوں کا سکون

ہر ایک کے دل کی تمنا ہوتی ہے کہ میری زندگی میں سکون ہو اور لوگ مختلف طریقوں سے اسے حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں، کوئی مال سے، کوئی گھر سے اور کوئی اولاد سے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے سکون کو اپنی یاد کے ساتھ منتھی کر دیا ہے۔

چنانچہ قرآنِ پاک میں فرمایا

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (1)

ترجمۃ: جان لو دلوں کا اطمینان اللہ کی یاد کے ساتھ ہے۔

اب انسان کچھ بھی کر لے مگر دل کا سکون اللہ کی یاد سے ہی نصیب ہو گا۔

کسی نے کیا خوب کہا

ع کتنی تسکین ہے وابستہ تیرے نام کے ساتھ
نیند کانٹوں پہ بھی آجاتی ہے آرام کے ساتھ

لہٰذا اللہ کی یاد کے لئے وقت نکالنے میں ہی ہمارا فائدہ ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں سکون

حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں مغل بادشاہوں کی حکومت تھی۔ فرمایا کرتے تھے کہ اگر ان مغل بادشاہوں کو معلوم ہو جائے کہ ہمارے دلوں میں کتنا سکون ہے تو اپنی فوجیں لے کر سب سے پہلے ہمارے دلوں پر چڑھائی کر دیں کہ جو خزانہ

---

(1) سورۃ الرعد 28

اس دل میں ہے وہ باہر کہیں بھی نہیں ہے۔ پتہ چلا کہ جب انسان اللہ کی یاد کو حاصل کر لیتا ہے اس کا دل سکون سے بھر جاتا ہے۔

اللہ کی یاد کے لئے اپنے آپ کو فارغ کرنا

حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

يَا ابْنَ آدَمَ تَفَرَّغْ لِعِبَادَتِي أَمْلأْ صَدْرَكَ غِنًى وَأَسُدَّ فَقْرَكَ وَإِلَّا تَفْعَلْ مَلَأْتُ يَدَيْكَ شُغْلًا وَلَمْ أَسُدَّ فَقْرَكَ (1)

ترجمہ: اے ابنِ آدم تم اپنے آپ کو میری عبادت (یاد) کے لئے فارغ کردو اور میں تیرے دل کو بے نیازی سے بھر دوں گا اور تیری فقیری کو بھی دور کردونگا اور اگر تو ایسا نہیں کرے گا تو تیرے دونوں ہاتھ مشاغل سے بھر دونگا اور تیری محتاجی دور نہیں کرونگا۔

ہم یہ سوچتے ہیں کہ ہم زیادہ مصروف ہیں اس لئے اللہ کی یاد نہیں کر پا رہے جبکہ اللہ تعالیٰ اس کے برعکس ہمیں بتا رہے ہیں کہ تم اپنے آپ کو میری یاد کے لئے فارغ کرلو تمھارے کام میں کردونگا۔ لیکن اگر خود کو اللہ کی یاد کے لئے فارغ نہیں کرینگے تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کے مشاغل اور مصروفیات کو بڑھا دینگے۔ تو اللہ کے نام میں ایسی برکت ہے۔ اس لئے اللہ والے اللہ کے نام پر اعتماد کرتے ہیں اور اللہ کی یاد میں وقت گزارتے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ ان کے کاموں میں برکت ڈال دیتے ہیں۔

---

1 سنن الترمذي - صفة القيامة والرقائق والورع (2466)، سنن ابن ماجه - الزهد (4107)

مصروفیت میں وقوفِ قلبی

کئی دفعہ انسان دنیاوی کاموں میں واقعی اتنا جکڑا ہوا ہوتا ہے کہ معمولات کرنے کا موقع ہی نہیں ملتا۔ اس صورت میں وقوفِ قلبی کے علاوہ دوسرا راستہ ہی نہیں ہوتا۔ ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ اگر وقوفِ قلبی کر لوگے تو جو معمولات رہ گئے ہیں ان کی کچھ نہ کچھ تلافی ہو جائے گی۔ بلکہ وقوفِ قلبی سے کئی مرتبہ سالک معرفت میں بہت آگے نکل جاتا ہے۔ ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ وقوفِ قلبی معرفتِ الٰہی کا چور دروازہ ہے۔ اس لئے وقوفِ قلبی حاصل کرنا نہایت ضروری ہے۔

وقوفِ قلبی ہی سلوک کا مقصد ہے

جس سالک کو وقوفِ قلبی حاصل ہو گیا اس نے گویا کہ سارے سلوک کا مقصد حاصل کر لیا۔ ان معمولات کو کرنے کے مقاصد تو کئی ہیں جیسے کہ غفلت دور ہو جائے، نیکی کرنا آسان ہو جائے، ہم گناہ سے بچ جائیں، زندگی دین پر لگی رہے۔ مگر آخری ہدف (End Goal) مشائخ سے تعلق جوڑنے کا اور معمولات کرنے کا، وقوفِ قلبی کو حاصل کرنا ہے۔ ایسے بندے کو تصوف کی اصطلاح میں صاحبِ نسبت کہتے ہیں کہ اس کے اوپر ہر وقت اللہ کی یاد کا غلبہ ہوتا ہے۔ جسے یہ حاصل ہو جائے پھر دین کے اوپر چلنا اور جمے رہنا آسان ہو جاتا ہے۔

وقوفِ قلبی کی مختلف صورتیں

وقوفِ قلبی کرنے کے مختلف طریقے ہیں۔

i. اگر کوئی شخص ہر وقت اللہ کا استحضار کرے تو یہ بھی وقوفِ قلبی کہلائے گا۔

ii. اگر کوئی شخص دل میں ہر وقت اللہ سے دعا کرتا رہے تو یہ بھی وقوفِ قلبی کہلائے گا

iii. اگر کوئی شخص دل میں ہر وقت استغفار کرتا رہے تو یہ بھی وقوفِ قلبی کہلائے گا۔

iv. اگر کوئی شخص مسنون دعاؤں کا اہتمام کرے تو یہ بھی وقوفِ قلبی کہلائے گا۔

v. اگر کوئی شخص دل میں ہر وقت اللہ اللہ کرتا رہے جیسا کہ مراقبے میں کرتا ہے تو وہ بھی وقوفِ قلبی کہلائے گا۔

vi. حضرت خواجہ معصوم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جو بھی دینی کام کرے اسے وقوفِ قلبی ہی کہینگے۔

چنانچہ وقوفِ قلبی اور مراقبے میں فرق یہ ہے کہ مراقبہ ایک خاص طریقے سے کیا جاتا ہے جبکہ وقوفِ قلبی کرنے کے مختلف انداز ہیں۔

وقوفِ قلبی حاصل کرنے کے طریقے

ہر وقت اللہ کی طرف دھیان والی کیفیت کیسے حاصل کریں؟ مشائخ نے اس کے حصول کے لئے چند اہم نکات بیان فرمائے ہیں۔

I. وقوفِ قلبی حاصل کرنے کی نیت کرنا

سب سے پہلی چیز یہ ہے کہ انسان نیت کرے کہ میں نے وقوفِ قلبی حاصل کرنا ہے

اور اس کے لئے کوشش کرنی ہے۔ اس بات کو ذہن سے نکال دیں کہ میرے لئے ہر وقت اللہ کو یاد کرنا ناممکن ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے ہی فرمادیا کہ یہ ممکن ہے تو پھر ہم کیوں اسے ناممکن ہدف سمجھیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

رِجَالٌ لَّا تُلۡهِيهِمۡ تِجَٰرَةٌ وَلَا بَيۡعٌ عَن ذِكۡرِ ٱللَّهِ (1)

ترجمۃ : ایسے لوگ جنہیں تجارت اور خرید و فروخت اللہ کے ذکر سے غافل نہیں کرتی

مطلب یہ ہوا کہ ہر وقت اللہ کی یاد ممکن ہے۔ لہٰذا سب سے پہلے یہ نیت کرنی ہے کہ میں نے وقوفِ قلبی کرنی ہے۔

II فارغ اوقات میں وقوفِ قلبی

نئے سالک کو وقوفِ قلبی کرنا مشکل لگتا ہے جبکہ اس کے ہاتھ اور زبان مصروف ہوں۔ عام طور پر ساتھی کہتے ہیں کہ وقوفِ قلبی کی کیفیت ہر وقت نہیں رہتی اس لئے کہ کاموں میں پھنس جاتے ہیں تو توجہ ہٹ جاتی ہے۔ اگر کام کے وقت میں نہیں کر سکتے تو فارغ وقت میں کریں۔ عربی کا مقولہ ہے

مَالَا يُدۡرَكُ كُلُّهٗ لَا يُتۡرَكُ كُلُّهٗ

اگر پورا حاصل نہیں کر سکتے تو پورا چھوڑنا بھی نہیں چاہئے

تو کچھ نہ کچھ کوشش ضرور کرنی چاہئے۔ ایسا شخص اپنے خالی اوقات میں وقوفِ قلبی کرنا

(1) سورۃ النور 37

شروع کرے۔ مثال کے طور پر انسان فون کرتا ہے اور فون کر کے انتظار میں بیٹھا ہوا ہے کہ دوسرا فون کب اٹھائے گا۔ اب دل نے اس وقت کچھ تو سوچنا ہے، بجائے اس کے کہ اِدھر اُدھر کی باتیں سوچیں، اس خالی وقت کو قیمتی بنائے اور اس وقت اللہ کی یاد کرے۔

اسی طرح کبھی ڈاکٹر کے پاس جاتا ہے، تھوڑی دیر انتظار کرنا پڑتا ہے تو اس انتظار کے لمحات میں اللہ کی یاد کرے، کھانے کے لئے بیٹھا ہے، گھر والے کھانا لگا رہے ہیں تو اس دوران اللہ کی یاد کرے۔ ان چھوٹے چھوٹے (Pockets) کو جمع کر لیا جائے تو یہ دن میں تین سے چار گھنٹے بن جاتے ہیں۔ جو بندہ تین چار گھنٹے مراقبہ کرتا ہوگا اس کی بڑی کیفیت بنتی ہوگی اسی طرح جو ان خالی لمحات میں اللہ کو یاد کرتا ہوگا اس کو بھی اللہ تعالیٰ بہت آگے پہنچا دیتے ہیں۔

پہلے آپ فرصت کے لمحوں میں کرینگے پھر جب اللہ کی یاد کی برکت سے دل میں اللہ کی محبت بڑھ جائے گی تو یہ نعمت خود بخود حاصل ہو جائے گی۔ پھر 24 گھنٹے اللہ کی یاد ہوگی۔ جسے محبت ہو جائے کسی سے اسے یاد کرنے کے لئے کہنا نہیں پڑتا کہ اب یاد کرلو۔ مجنوں کو لیلیٰ کو یاد کرنے لئے زبردستی نہیں کرنی پڑتی تھی، خود بخود 24 گھنٹے یاد کرتا تھا کیونکہ محبت ایسی بڑھ گئی تھی۔ تو تھوڑی سی محبت پیدا ہو جاتی ہے تو 24 گھنٹے یاد کرنا آسان ہو جاتا ہے۔

اس لئے نیت کرنے کے بعد سب سے ضروری ہے کہ اپنے فارغ اوقات کو وقوفِ قلبی کرنے میں گزاریں۔

وقوفِ قلبی سے معرفتِ الٰہی تک رسائی

مشائخ نے فرمایا کہ وقوفِ قلبی معرفتِ الٰہی کا چور دروازہ ہے کہ لوگ تو دیکھیں گے کہ یہ مراقبہ نہیں کرتا، ذکر اذکار نہیں کرتا۔ لیکن یہ شخص اپنے فارغ وقت میں کی گئی اللہ کی

یاد کو ملا کر مراقبہ کرنے والے سے زیادہ ذکر کر رہا ہوتا ہے۔ اس لئے یہ چور دروازے سے معرفت الٰہی میں داخل ہو گیا اور چور دروازہ سے اللہ کی محبت کو حاصل کر لی۔ لہٰذا جو فارغ اوقات ملتے ہیں ان کو ادھر اُدھر سوچنے کے بجائے اللہ کی یاد میں استعمال کریں اور اللہ کی یاد کو دل میں ٹھہرائیں۔

III اللہ سے وقوفِ قلبی کی دعا مانگیں

وقوفِ قلبی حاصل کرنے میں سب سے اہم سبب اللہ سے دعا کرنا ہے۔ ہر دینی کام کی بنیاد دعا ہے تو وقوفِ قلبی جیسے عظیم الشان سعادت کے لئے تو دعا بہت ہی اہم سبب ہے۔ جن حضرات نے بھی اس عظیم نعمت کو حاصل کیا دعا ہی کے ذریعے سے حاصل کیا۔

حدیثِ پاک میں آتا ہے

مَنْ فُتِحَ لَهُ فِي الدُّعَاءِ مِنْكُمْ فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ[1].

ترجمہ: جس پر دعا کے دروازے کھل گئے اس پر اللہ کی رحمت کے دروازے کھل گئے

اس لئے وقوفِ قلبی کو اپنی دعاؤں میں خوب مانگنا چاہئے۔

وقوفِ قلبی کا ثمرہ

مشائخ نے دائمی وقوفِ قلبی رکھنے والے شخص کے بارے میں کہا ہے کہ اس کو فنائیت حاصل ہو گئی ہے یعنی یہ اللہ کی یاد میں مُستغرق ہو گیا ہے۔ اسے کہتے ہیں فنافی اللہ کی کیفیت

---

1. المستدرك على الصحيحين للحاكم — كتاب الدعاء والتكبير والتهليل والتسبيح والذكر ج 1 ص 675

حاصل ہو جانا۔

امام ربّانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ بندہ جسے فنا فی اللہ کی کیفیت حاصل ہے اگر اس کو حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر (900سال) بھی دے دی جائے اور یہ 900سال تک کوشش کرتا رہے کہ میں اللہ کی یاد سے غافل ہو جاؤں تو بھی یہ اللہ کی یاد سے غافل نہیں ہو سکے گا۔اس لئے کہ اس نے اللہ کی یاد کو عروج پر پہنچا دیا ہے۔

مشائخ نے فرمایا کہ تصوف کے پہلے قدم پر یہ کیفیت نصیب ہوتی ہے کہ کوشش کرو گے پھر بھی اللہ کو بھلا نہ سکو گے۔ سوچنے کی بات ہے کہ پہلے قدم پر یہ کیفیت ہے تو آگے قدم پر کیا عجیب کیفیات ہونگی۔ اس لیے وقوفِ قلبی حاصل کرنے کے لئے خوب محنت کرنی چاہیئے۔

حضرت عبداللہ اصطخری رحمۃ اللہ علیہ ایک لمحہ بھی غافل نہ ہو سکے

حضرت عبداللہ اصطخری رحمۃ اللہ علیہ ایک بزرگ گزرے ہیں جن کو فنائیت حاصل ہو گئی تھی۔ اب ہر وقت دل اللہ اللہ کرتا تھا۔ باطنی طور پر شاید بہت مزہ آتا ہو مگر ظاہری طور پر انسان کہتا ہے کہ تھوڑی دیر کے لئے (Relax) ہو جاؤں۔ انسان شروع میں اس (Relaxation) نہ ملنے پر بہت پریشان ہوتا ہے۔ یہی حضرت کا حال تھا اور چاہ رہے تھے کہ اس یاد سے تھوڑی دیر کے لئے غافل ہو جاؤں۔ بڑی کوشش کی، کبھی خود کو کسی کام میں مشغول کرتے تو کبھی کسی اور کام میں مگر اللہ کی یاد چھوٹ ہی نہیں رہی تھی اس لئے کہ وجود کا حصہ بن گئی تھی۔ جس طرح سانس لینا وجود کا حصہ بنا ہوا ہوتا ہے اسی

طرح اللہ کی یاد بھی آپ کے وجود کا حصہ بن جاتی ہے۔

حضرت کوشش کرتے رہے مگر کوئی فائدہ نہ ہوا۔ حتیٰ کہ ساتھیوں سے کہا کہ آؤ شکار پر چلیں۔ شکار پر پوری توجہ ہوگی تب تھوڑی دیر کے لئے اس یاد سے غفلت آجائے گی۔ صبح سے لے کر شام تک شکار کرتے رہے ایک لمحے کے لئے بھی اللہ کی یاد سے غافل نہ ہو سکے تو آخر میں دعا کرتے ہیں کہ یا اللہ اس بندے پر رحم فرما جو تھوڑی دیر کے لئے مجھے تیری یاد سے غافل کر دے۔ تو یہ اس طرح مکمل طور پر وجود کا حصہ بن جاتی ہے۔ لہٰذا اس کی طرف قدم بڑھانا چاہیئے۔

اللہ کی دائمی یاد حاصل ہونے پر اجازت دے دی

حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ اس امّت کے بڑے بزرگوں میں سے گزرے ہیں۔ حضرت کے پاس بہت سارے لوگ اصلاح کے لئے آتے حضرت کی نصیحتیں سنتے، خدمت کرتے اور خوب اللہ اللہ کرتے۔ کچھ لوگ کئی مہینوں سے حضرت کی خدمت میں آنا جانا رکھتے تھے۔ پھر ایک صاحب باہر سے آئے، تین دن ٹھہرے اور تین دن کے بعد حضرت نے انکو اجازت و خلافت عطا کر دی۔ سارے لوگ حیران کہ ہم اتنے عرصے سے حضرت کی خدمت میں حاضر ہیں اور یہ صاحب تین دن پہلے آئے ہیں اور حضرت نے ان کو اجازت عطا فرما دی۔ کسی پرانے خادم نے حضرت سے اس بارے میں پوچھ ہی لیا۔ حضرت نے فرمایا کہ کبھی بتاؤں گا کہ تمہارے ساتھ یہ معاملہ کیوں نہیں ہوا اور اس کے ساتھ یہ معاملہ ہو گیا۔

کچھ دنوں کے بعد حضرت نے کسی خادم سے فرمایا کہ جتنے لوگ یہاں پر موجود ہیں اتنی مرغیاں لے کر آؤ اور سب کو ایک ایک دے دو۔ جب سب کو ایک ایک مرغی دے دی گئی تو حضرت نے فرمایا کہ جاؤ اور اپنی اپنی مرغی کو ذبح کر کے لاؤ۔ مگر ایسی جگہ ذبح کرنا کہ جہاں اسے کوئی نہ دیکھ رہا ہو۔ سب نے حکم کی تعمیل کی اور ذبح کرنے چلے گئے۔ کوئی مسجد کے پیچھے لے کر چلا گیا، تو کوئی دور جنگل میں چلا گیا۔ سب نے اس چیز کا خاص خیال رکھا کہ کوئی اسے دیکھے نہیں۔ وہ صاحب جنہیں چند روز پہلے ہی اجازت و خلافت عطا کی گئی تھی، وہ بھی ایک مرغی لے کر چلے گئے۔ سارے سالک ذبح کر کے لے آئے اور یہ خلیفہ صاحب مرغی کو ذبح کئے بغیر لے آئے۔ ان کی آنکھوں میں آنسو تھے کہ حضرت آپ کا حکم پورا نہ کر سکا۔ سارے حیران ہوئے کہ یہ کونسا مشکل کام تھا؟ ہم سب نے اتنی آسانی سے کر لیا، یہ حضرت کے اجازت یافتہ بزرگ ہیں اور اتنا سا کام نہیں کر سکے۔ حضرت نے پوچھا کہ بتاؤ کہ تم اس مرغی کو ذبح کیوں نہیں کر کے لائے۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ حضرت آپ نے حکم دیا تھا کہ اس کو ایسی جگہ ذبح کرنا جہاں کوئی بھی نہ دیکھ رہا ہو اور میں جہاں بھی جاتا اور ذبح کرنے لگتا تو میرے دل میں یہی خیال آتا کہ ایک ذات ہے جو ہر وقت میرے ساتھ اور وہ مجھے دیکھ رہا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ اس کو اللہ تعالیٰ کی دائمی یاد حاصل ہے، وقوفِ قلبی حاصل ہے جس کی وجہ اس کو اجازت دی گئی ہے اور تمہیں یہ کیفیت حاصل نہیں۔

تو پتہ چلا کہ سارے سلوک کا مقصد وقوفِ قلبی حاصل کرنا ہے۔

غفلت میں گزرے ہوئے لمحوں پر جنت میں حسرت

حدیث پاک میں آتا ہے

لَيْسَ يَتَحَسَّرُ أَهْلُ الْجَنَّةِ إِلَّا عَلَى سَاعَةٍ مَرَّتْ بِهِمْ لَمْ يَذْكُرُوا اللّٰهَ فِيهَا [1]

ترجمہ: جنت میں جنتی کو کسی چیز پر حسرت نہیں ہوگی سوائے ان اوقات کے کہ جن کو اس نے اللہ کی یاد سے غفلت میں گزارے ہیں۔

توجنت میں اللہ کے فضل سے پہنچ بھی جائیں گے تب بھی حسرت ہوگی اس وقت پر جو اللہ کی یاد سے غفلت میں گزارا۔ اس وقت بندہ کہے گا کہ کاش میں وقت کو ضائع نہ کرتا، غفلت نہ کرتا اور اس وقت کو اللہ کی یاد میں گزار لیتا۔

کسی نے کیا خوب کہا کہ

ع نور میں ہو یا نار میں رہنا ہر جگہ ذکرِ یار میں رہنا
چند جھونکے خزاں کے اب سہہ لو پھر ہمیشہ بہار میں رہنا

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی دائمی یاد نصیب فرمائیں اور وقوفِ قلبی والی نعمت کو حاصل کرنا ہم کمزوروں کے لئے آسان فرمائے۔ آمین

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

1 المعجم الكبير — الطبراني — ج20 ص93